ماہنامہ

انصار اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کر بیعت کرنے سے غرض یہ ہے تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالتِ انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے تا اگر خدائے تعالیٰ چاہے تو کسی برہانِ یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق اور شوق اور ولولہ عشق پیدا ہو جائے۔ سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیے اور دعا کرنا چاہیے کہ خدائے تعالیٰ یہ توفیق بخشے۔ اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پروا نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہو گی۔

(روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۱۵ - آسمانی فیصلہ)

تبوک ۱۳۸۲ ہش

ستمبر ۲۰۰۳ء

ایڈیٹر

نصر اللہ خاں ناصر

ترجمہ:　اے ہمارے رب اور ہمیں وہ وعدہ عطا کر دے جو تو نے اپنے رسولوں پر ہمارے حق میں فرض کر دیا تھا۔

تشریح:　اس آیت کریمہ میں علی کے بعد لسان رسلک نہیں بلکہ صرف رسلک ہے یہ علی فرضیت کا ہے اور مراد یہ ہے کہ انبیاء پر جس طرح تو نے فرض کر دیا تھا کہ وہ یعنی اگر ان کی قوم میں آنے والے رسول کی ضرور مدد کریں اور اگر انہوں نے ایسا نہ کیا تو انکی غلطی ہوگی۔ ورنہ اللہ تو بہر حال اپنے وعدہ کے مطابق اپنے رسولوں کو غالب کیا کرتا ہے۔

آیت:　لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَيُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (سورۃ الانعام آیت ۱۰۴)

ترجمہ:　آنکھیں اس کو نہیں پاسکتیں ہاں وہ خود آنکھوں تک پہنچتا ہے

تشریح:　عوام الناس سمجھتے ہیں کہ نظر آنکھ کی پتلی سے نکل کر دور کی چیزوں کو دیکھتی ہے حالانکہ اس آیت میں اس کا واضح ردّ ہے اور بتایا گیا ہے کہ روشنی خود آنکھ تک پہنچتی ہے۔ اور یہی مضمون اللہ تعالیٰ کی بصیرت رکھنے والوں پر صادق آتا ہے۔ کس کو اختیار ہے کہ وہ خود خدا تعالیٰ کو اپنے دل کی آنکھ سے بھی دیکھ سکے۔ ہاں جب خدا خود چاہے تو اپنے نیک بندوں پر ظاہر بھی ہوتا ہے۔

آیت:　وَلَا تَقْتُلُوا النَّفسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِا لْحَقِّ (سورۃ الانعام آیت ۱۵۲)

ترجمہ:　کسی ایسی جان کو جسے اللہ نے حرمت بخشی ہو قتل نہ کرو مگر حق کے ساتھ۔

تشریح:　قتل اولاد دراصل رزق کی کمی کے ڈر سے بچے پیدا نہ کرنے پر اطلاق پاتا ہے ورنہ طبی مجبوریوں وغیرہ کی بنا پر ضبطِ تولید جائز ہے۔

آیت:　وَاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُم قِبْلَةً (سورۃ یونس آیت ۸۸)　

ترجمہ:　اور اپنے گھروں کو قبلہ رخ رکھو

تشریح:　اس آیت کریمہ میں ایک ایسی بات کا ذکر ہے جس کا گمان بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو از خود نہیں ہوسکتا تھا اور نہ ہی بائیبل میں اس کا ذکر ہے۔ سو یہ الزام بھی جھوٹا ہے کہ بائیبل جاننے والوں کا بیان سننے کے نتیجہ میں آپ کو اس بات کا علم ہوا۔ لیکن اب ماہرینِ آثارِ قدیمہ نے مصر میں بنی اسرائیل کے مدفون مساکن دریافت کیے ہیں جن سے واضح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ بنی اسرائیل کے گھر ایک ہی سمت میں یعنی قبلہ رخ تھے۔

آیت:　فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً (سورۃ یونس آیت ۹۳)

ترجمہ:　پس آج کے دن ہم تجھے تیرے بدن کے ساتھ نجات بخشیں گے تا کہ تو اپنے بعد میں آنے والوں کے لئے ایک عبرت بن جائے۔

تشریح: یہ آیت کریمہ بھی ثابت کرتی ہے کہ قرآن مجید عالم الغیب کی طرف سے نازل ہوا ہے- کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تو فرعون کی لاش کا کوئی اشارۃً بھی ذکر موجود نہیں تھا- لیکن فی زمانہ حضرت موسیٰ کا مقابلہ کرنے والے فرعون کی لاش کو آثارِ قدیمہ والوں نے تلاش کرلیا ہے- اس لاش سے پتہ چلتا ہے کہ یہ فرعون غرق ہونے کے باوجود مرنے سے پہلے ہی نکال لیا گیا تھا اور اس کے بعد تقریباً ساٹھ سال تک یہ معذور اپنے بستر پر پڑا رہا- گویا کُل اس نے نوے سال عمر پائی- (مزید معلومات کے لئے :Exodus Eingmalan Wilson)

آیت: وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَالَوْلَآاَنْ رَّاٰبُرْهَانَ رَبِّهٖ- (سورۃ یوسف آیت ۲۵)

ترجمہ: اور یقیناً وہ اس کا پختہ ارادہ کرچکی تھی اور وہ (یعنی یوسف) بھی اس کا ارادہ کرلیتا اگر اپنے رب کی ایک عظیم برہان نہ دیکھ چکا ہوتا

تشریح: اس آیت میں ھَمَّ بِھا کا یہ مطلب نہیں کہ حضرت یوسف نے بھی بدی کا ارادہ کیا تھا بلکہ اسے لولا ان رابرھان ربہ...... کے ساتھ اکٹھا پڑھنا چاہیے اس کا مطلب ہے یوسف بھی اس کے ساتھ برا ارادہ کرلیتا اگر اس نے اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کی برہان نہ دیکھی ہوتی - اور برہان سے مراد کوئی ایسی برہان نہیں جو عین اسوقت آپ نے دیکھی ہو جیسا کہ بعض مفسرین نے لکھا ہے بلکہ بچپن سے ہی حضرت یوسف کو اللہ تعالیٰ کی براہین دکھائی گئی تھیں اور اس کے بعد انکا کسی بدارادے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا-

آیت: قَالُوْٓا ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يَآ اِبْرَاهِيْمُ قَالَ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا فَسْئَلُوْهُمْ اِنْ كَانُوْا يَنْطِقُوْنَ
(سورۃ انبیاء آیت ۶۳-۶۴)

ترجمہ: انہوں نے کہا کیا تو نے ہمارے معبودوں سے یہ کچھ کیا ہے؟ اے ابراہیم- اس نے کہا بلکہ ان کے اس سردار نے یہ کام کیا ہے- پس ان سے پوچھ لو اگر وہ بول سکتے ہیں-

تشریح: اس آیت کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ بل فعلہ کے بعد وقف کیا جائے تا کہ یہ نتیجہ نکلے کہ کسی نے کہا ہے- مگر میرے نزدیک اسکی قطعاً ضرورت نہیں ہے- کیونکہ حضرت ابراہیم نے خود ہی سب کو بتا دیا تھا کہ میں تمہارے معبودوں کے ساتھ کچھ کرنے والا ہوں- اس لئے یہ جھوٹ نہیں بلکہ ایک ناممکن بات کی طرح پیش کرنا ایک طرز استدلال ہے جو خصوصیت سے حضرت ابراہیم کو عطا ہوا تھا- آپ کے مخالفین میں سے ایک نے بھی اس بات کو نہیں مانا کہ ان بتوں میں سے بڑے بت نے سب کو مارا ہے اور اس بات کو ناممکن سمجھنا ان کے اس عقیدہ کو جھوٹا ثابت کرتا ہے کہ ان کے معبودوں میں کچھ طاقت ہے-

آیت: وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ○ وَالْجَآنَّ خَلَقْنٰهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَّارِ السَّمُوْمِ-
(سورۃ الحجر آیت ۲۷-۲۸)

ترجمہ: اور یقیناً ہم نے انسان کو گلے سڑے کیچڑ سے بنی ہوئی خشک کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں سے پیدا کیا اور جنوں کو ہم نے اس سے پہلے سخت گرم ہوا کی آگ سے بنایا۔

تشریح: ان آیات کریمہ میں دو باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں اوّل یہ کہ انسان کو محض گیلی مٹی سے پیدا نہیں کیا گیا بلکہ ایسی گیلی مٹی سے جس میں عفونت پیدا ہو چکی تھی اور پھر وہ کھنکتی ہوئی ٹھیکریاں بن گئی۔ یہ وہ مضمون ہے جو از خود حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی نہیں آ سکتا تھا کسی اور الٰہی کتاب میں بھی کھنکتی ہوئی ٹھیکریوں سے انسان کی پیدائش کا کوئی ذکر نہیں ملتا یہ مسئلہ اس دور میں سائنسدانوں نے حل کیا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ انسان کی پیدائش کے آغاز سے پہلے جن کو آسمان سے برسنے والی ایسی سخت گرم ہوا سے جو آگ کی طرح گرم تھی پیدا کیا گیا ہے۔ یہ امر بھی ایسا ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہم و گمان میں بھی نہیں آ سکتا تھا۔ جب تک عالم الغیب خدا اس کی اطلاع نہ فرماتا۔ نــار السـمـوم سے پیدا ہونے والے جنوں سے مراد بیکٹریا ہیں اور اس سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ گلا سڑا کیچڑ کیسے بنا۔ جب تک بیکٹیریا موجود نہ ہوں گیلی مٹی میں سڑاند پیدا نہیں ہو سکتی۔

آیت: وَلَوْيُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَاكَسَبُوْا مَاتَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ (سورۃ فاطر آیت نمبر ۴۶)

ترجمہ: اور اگر اللہ لوگوں کا اس کے نتیجہ میں مواخذہ کرتا جو انہوں نے کمایا تو اس (زمین) کی پشت پر کوئی چلنے پھرنے والا جاندار باقی نہ چھوڑتا۔

تشریح: اس آیت میں گناہ تو انسان کی طرف منسوب فرمائے گئے ہیں مگر اس کے نتیجہ میں ہلاکت جانوروں کی بیان کی گئی۔ جس کا یہ مطلب نہیں کہ کرے کوئی اور بھرے کوئی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جانوروں کی ہلاکت کی صورت میں یہ سزا دراصل انسانوں کو ملتی ہے۔ کیونکہ انسانی زندگی کا انحصار ہی چوپایوں پر ہے۔ اگر چوپائے غائب ہو جائیں تو انسان کی بقا ممکن نہیں یہاں دابہ سے ہر قسم کے چلنے پھرنے اور رینگنے والے جانور مراد ہیں۔

آیت: سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ (سورۃ الصّٰفّٰت آیت نمبر ۱۳۱)

ترجمہ: سلام ہو الیاسین پر

تشریح: اس آیت میں الیاس کی بجائے الیاسین فرمایا گیا ہے اس کا مفسرین ایک معنی تو یہ کرتے ہیں کہ تین الیاس تھے کیونکہ تین سے کم کی تعداد پر الیاسین کا صیغہ استعمال نہیں کیا جا سکتا لیکن عبرانی طرز کلام میں واحد کے لئے بھی عزت کی وجہ سے جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ان کی کتب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام محمد نہیں بلکہ محمدیم لکھا ہوا ہے چونکہ ایلیا (الیاس) نے بھی غیر معمولی قربانی سرانجام دی تھی اس لئے آپ کا بھی جمع کے صیغے میں ذکر فرمایا گیا۔

آیت: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسۡتَحۡیٖۤ اَنۡ یَّضۡرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوۡضَةً فَمَا فَوۡقَهَا (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۲۷)

عام ترجمہ: اللہ تعالیٰ نہیں شرماتا کہ مچھر کی مثال بیان کرے یا اس سے بھی چھوٹی (مثال بیان کرے)

ترجمہ حضور: اللہ ہرگز اس سے نہیں شرماتا کہ کوئی سی مثال پیش کرے جیسے مچھر کی بلکہ اس کی بھی جو اس کے اوپر ہے۔

تشریح: فما فوقها سے مراد ہے کہ مچھر جو چیز اٹھائے ہوئے ہے۔ جو اس کے اوپر ہے اور وہ ملیریا کے جراثیم ہیں۔ دنیا میں سب سے زیادہ لوگ ملیریا اور ملیریا سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے مرتے ہیں۔

آیت: وَلَاٰمُرَنَّهُمۡ فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلۡقَ اللّٰهِ (سورۃ النساء آیت نمبر۱۲۰)

ترجمہ: میں ضرور ان کو حکم دوں گا تو وہ ضرور اللہ کی تخلیق میں تغیر کر دیں گے

تشریح: اس آیت کریمہ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے کہ ایک زمانے میں جینیٹک انجینیر نگ (Genetic Engineering) کے ذریعے سائنسدان اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنے کی کوشش کریں گے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔ چونکہ یہ شیطانی حکم سے ہوگا اس لئے ان کو بہت کھلا کھلا گھاٹا پانے والا بیان کیا گیا ہے اور ان کی سزا جہنم بیان فرمائی گئی ہے۔ مختلف ایجادات کے تعلق میں صرف یہی ایک پیشگوئی ہے جو اپنے ساتھ انذار رکھتی ہے اس کے علاوہ قرآن کریم بکثرت ایسی پیشگوئیوں سے بھرا پڑا ہے اور کسی پیشگوئی کے نتیجہ میں انذار نہیں آیا۔ پس جینیٹک انجینیر نگ اسی حد تک جائز ہے۔ جس حد تک اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی حفاظت کے لئے استعمال کی جائے اگر تخلیق تبدیل کرنے کے لئے استعمال کی جائے تو اس سے بہت بڑا نقصان پہنچ سکتا ہے۔ خود سائنسدانوں کا بھی ایک بڑا گروہ جینیٹک انجینیر نگ سے خلق اللہ تبدیل کرنے کی مخالفت کرتا ہے۔

آیت: وَالسَّمَآءَ بَنَیۡنٰهَا بِاَیۡىدٍ وَّاِنَّا لَمُوۡسِعُوۡنَ○ (سورۃ الذّٰریٰت آیت نمبر۴۸)

ترجمہ: اور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم وسعت دینے والے ہیں۔

تشریح: اس آیت کریمہ میں باید کا لفظ اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بناتے ہوئے اس میں بے شمار فوائد رکھ دیئے ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ ذکر بھی فرما دیا ہے کہ اسے ہم وسیع تر کرتے چلے جائیں گے۔ اس کا یہ حصہ کہ ہم اسے مزید وسعتیں دیتے چلے جائیں گے ایک عظیم الشان اعجازی کلام ہے جو عرب کا ایک امی نبی اپنی طرف سے بیان نہیں کر سکتا تھا۔ یہ امر سائنس دانوں نے جدید آلات کی مدد سے اب دریافت کیا ہے کہ یہ کائنات ہر لحہ وسعت پذیر ہے رسول اللہ کے زمانے میں تو ہر انسان کو یہ ایک جامد اور ٹھہری ہوئی کائنات دکھائی دیتی تھی۔

آیت: یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ...... (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر۳۴)

ترجمہ: اے جن وانس کے گروہ اگر تم استطاعت رکھتے ہو کہ آسمانوں اور زمین کی حدود سے باہر نکل سکو تو نکل جاؤ۔ تم

نہیں نکل سکو گے مگر ایک غالب استدلال کے ذریعہ۔

تشریح: یہاں خاص طور پر قابل غور بات یہ ہے کہ صرف اقطار الارض نہیں فرمایا بلکہ اقطار السموٰت والارض فرمایا ہے یعنی ساری کائنات کو ایک ہی چھلانگ میں پار کرنے کی کوشش کریں گے اور الا بسلطن سے مراد یہ ہے کہ وہ کوشش کریں گے مگر صرف مضبوط استدلال کے ذریعہ کامیاب ہوسکیں گے یہی حال اس زمانے میں زمین و آسمان پر غور کرنے والے سائنس دان ہیں بلین روشنی کے سالوں تک دور کی خبریں محض اپنے غالب استدلال کے ذریعہ معلوم کر لیتے ہیں۔ جسمانی طور پر ان کے لئے یہ ناممکن ہے۔

آیت: اَفَلَایَعۡلَمُ اِذَابُعۡثِرَ مَافِی الۡقُبُوۡرِ ○ وَحُصِّلَ مَافِی الصُّدُوۡرِ ○ اِنَّ رَبَّهُمۡ بِهِمۡ یَوۡمَئِذٍ لَّخَبِیۡرٌ ○

(سورۃ العادیات آیات ۱۰ تا ۱۲)

ترجمہ: پس کیا وہ نہیں جانتا کہ جب اسے نکالا جائے گا جو قبروں میں ہے؟ اور وہ حاصل کیا جائے گا جو سینوں میں ہے یقیناً اُن کا رب اُس دن ان سے پوری طرح باخبر ہوگا۔

تشریح: ان آیات میں آخری زمانہ کی ترقیات کی پیشگوئیاں ہیں۔ بُعۡثِرَ مَافِی الۡقُبُوۡرِ سے مراد یہ ہے کہ زیر زمین دفن شدہ قوموں کے حالات معلوم کئے جائیں گے۔ اس میں علم آثار قدیمہ (Archaeology) کی غیر معمولی ترقی کی پیشگوئی ہے جو فی زمانہ ہماری آنکھوں کے سامنے پوری ہو رہی ہے۔ ماہرین آثار قدیمہ ہزاروں سال پہلے گزری ہوئی قوموں کے حالات اُن کے آثار کے ذریعہ حیرت انگیز طور پر دریافت کر لیتے ہیں۔

حُصِّلَ مَافِی الصُّدُوۡرِ اس زمانہ میں سائیکاٹری میں اس بات پر بہت زور دیا گیا ہے کہ نفسیاتی مریض تب تک ٹھیک نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل کے حالات معلوم نہ کئے جائیں۔ اسے نیم بیہوشی کا ٹیکہ دے کر ڈاکٹر جو سوال کرتا ہے اس سے اس کے سینہ کے سارے راز اُگلوا لئے جاتے ہیں۔

آیت: یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَمَا یَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعۡرُجُ فِیۡهَا وَهُوَ مَعَکُمۡ اَیۡنَ مَا کُنۡتُمۡ وَاللّٰهُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ ○ (سورۃ حدید آیت نمبر ۵)

ترجمہ: وہ جانتا ہے جو زمین میں داخل ہوتا ہے اور جو اس میں سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھ جاتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہوتا ہے جہاں کہیں بھی تم ہو۔ اور جو تم کرتے ہو اللہ اس پر ہمیشہ گہری نظر رکھنے والا ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کے عرش پر استواء پکڑنے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ کائنات کے سارے کام مکمل کرنے کے بعد فارغ نہیں بیٹھا بلکہ ان کی نگرانی کے لئے عرش پر مستوی ہوگیا۔ دنیا میں جتنے کام ہم دیکھتے ہیں کہ بظاہر خود بخود ہو رہے ہیں سب پر اَن گنت فرشتے مامور ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے نگرانی کر رہے ہیں۔ یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِی الۡاَرۡضِ وَمَا یَخۡرُجُ مِنۡهَا زمین سے ہر وقت کچھ نہ کچھ آسمان کی طرف بلند ہوتا رہتا ہے اور کچھ نہ کچھ نیچے اترتا رہتا ہے۔ کچھ تو ایسے بخارات وغیرہ ہیں جن کو واپس

زمین کی طرف بھیج دیا جاتا ہے- لیکن کچھ ایسی ریڈیائی اور مقناطیسی شعائیں ہیں جو بلند ہو کر زمین کے دائرے سے نکل جاتی ہیں- اس طرح آسمان سے Meteors اور ریڈیائی شعاعوں کی زمین پر مسلسل بوچھاڑ ہو رہی ہے- اس کی بھی مسلسل تحقیق جاری ہے اور بہت کچھ معلوم ہو جانے کے باوجود آسمان سے اترنے والی اکثر شعاعوں کا سائنس دانوں کو علم نہیں ہو سکا- یہ مضمون بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کسی انسان کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا تھا-

آیت: ...... والسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ- (سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۸)

ترجمہ: آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے-

تشریح: لپیٹے جانے کا جو ذکر ملتا ہے یہ فی زمانہ سائنسی نظریات سے قطعی طور پر صحیح ثابت ہوتا ہے- یعنی زمین و آسمان اس طرح ایک فنا کے بلیک ہول (Black Hole) میں داخل کر دیئے جائیں گے جیسے وہ لپیٹے جا چکے ہوں-

آیت: وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا (سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۲۲)

ترجمہ: اور وہ اپنے چمڑوں سے کہیں گے تم نے کیوں ہمارے خلاف گواہی دی-

تشریح: آیات ۲۱ تا ۲۳ میں قیامت کے دن مجرموں کے خلاف جن شہادتوں کا ذکر کیا گیا ہے ان میں سے سب سے پہلے تعجب انگیز شہادت جلد کی شہادت ہے- اس زمانے میں تو جلد کی شہادت کی سمجھ نہیں آ سکتی تھی مگر فی زمانہ حیوانیات کے ماہرین نے قطعی طور پر ثابت کر دیا ہے کہ انسان کی ظاہری اور اندرونی شکل و شباہت سب سے زیادہ جلد کے ہر خلیہ میں مرتسم کر دی گئی ہے یہاں تک کہ اگر کروڑوں سال پہلے کا کوئی جانور اس طرح مدفون ہو کہ اس کی جلد کے خلیے محفوظ رہیں تو ان میں سے صرف ایک خلیہ سے بالکل ویسے ہی جانور کی از سر نو تخلیق کی جا سکتی ہے- جینیٹک انجنیئرنگ (Genetic Engineering) کے ذریعہ جلد کے خلیوں سے بھیڑوں یا انسانوں کی تخلیق کا عمل بھی اسی قرآنی شہادت کو ثابت کرتا ہے-

آیت: وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَا اٰيَةً فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (سورۃ القمر آیت نمبر ۱۶)

ترجمہ: یقیناً ہم نے اس (کشتی) کو ایک بڑے نشان کے طور پر چھوڑا پس ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا-

تشریح: اس کشتی کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ یہ ایک نشان ہے جو نصیحت پکڑنے والوں کے لئے ایمان افروز ثابت ہوگا- اس سے یہ بھی امکان پیدا ہوتا ہے کہ حضرت نوح کی کشتی آنے والی نسلوں کے لئے ایک نشان کے طور پر محفوظ کر دی گئی ہے- باوجود اس کے عیسائیوں کو قرآن کریم کے اس بیان کی کہ خبر نہیں وہ پھر بھی حضرت نوح کی کشتی کو کہیں نہ کہیں ایک نشان کے طور پر محفوظ سمجھتے ہیں اور اس کی تلاش ہر جگہ جاری ہے- جماعت احمدیہ کی طرف سے بھی بعض لوگ اس کام پر وقف ہیں کہ قرآنی آیات کے حوالے سے اس کا کھوج لگائیں میری تحقیق کے مطابق یہ کشتی بحیرہ مردار کی تہہ میں محفوظ ہو گئی ہے اور وقت آنے پر نکال لی جائے گی-

آیت: يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ...... (سورۃ جمعہ آیات ۲ تا ۴)

ترجمہ: آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے وہ اللہ کی تسبیح کرتا ہے اس (اللہ) کی جو بادشاہ بھی ہے اور پاک (بھی ہے اور سب خوبیوں کا جامع) ہے اور غالب (زور) حکمت والا ہے- وہی خدا ہے، جس نے ایک ان پڑھ قوم کی طرف اسی میں سے ایک شخص کو رسول بنا کر بھیجا (جو باوجود ان پڑھ ہونے کے) اُن کو خدا کے احکام سناتا ہے، اور اُن کو پاک کرتا ہے، اور اُن کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے- گو وہ اس سے پہلے بڑی بھول میں تھے- اور ان کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اس کو بھیجے گا جو ابھی تک ان سے ملی نہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے-

تشریح: اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو استثنائی شان بیان فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ آپؐ اپنے اوپر ایمان لانے والوں پر تلاوتِ آیات کے ساتھ ہی ان کا تزکیہ فرماتے تھے پیشتر اس سے کہ ان کو کتاب کا علم یا حکمت بتائے جائیں- قرآن کریم کا یہ عظیم معجزہ ہے کہ اس سے پہلے سورۃ البقرہ: ۱۳۰ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی وہ دعا مذکور ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تعلق رکھتی ہے- آپؑ نے ایسے رسول کی بعثت کی دعا مانگی ہے جو اللہ کی آیات ان کو پڑھ کر سنائے، پھر ان کو علم وحکمت سے آگاہ کرے اور اس کے نتیجہ میں ان کا تزکیہ کرے- اس دعا کی قبولیت کا تین جگہ ذکر ہے مگر تینوں جگہ یہی ذکر ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تلاوتِ آیات کے ساتھ ہی تزکیہ فرماتے تھے اور پھر کتاب وحکمت کے سکھانے کا بیان ہے- پس یہ قران کریم کا خاص اعجاز ہے جو تئیس سال میں نازل ہوا لیکن اس کی آیات میں کہیں ایک تضاد بھی نہیں پایا جاتا- اس آیت کریمہ میں آخَرین کا ذکر کیا گیا ہے ان میں اُسی رسول کی بعثت کا ذکر ہے جس کا گزشتہ آیت میں ذکر ہوا ہے- (هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا) لیکن اس آیت کے آخر پر وہ چار صفات الٰہیہ بیان نہیں کی گئیں ہیں جو آیت نمبر ۲ کے آخر پر بیان ہیں بلکہ محض عزیز وحکیم کی دو صفات دوہرائی گئی ہیں- جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس رسول کا آغاز میں ذکر ہے وہ دوبارہ خود مبعوث نہیں ہوگا بلکہ اس کا کوئی ظل مبعوث فرمایا جائے گا جو شرعی نبی نہیں ہوگا- دلچسپ امر یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تعلق میں بھی یہی دو صفاتِ الٰہیہ بیان ہوئی ہیں جیسا کہ فرمایا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۹)

آیت: وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ○ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ○ (سورۃ الفلق آیات ۵-۶)

ترجمہ: اور گرہوں میں پھونکنے والوں کے شر سے اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے-

تشریح: اس کے ایک معنی تو یہ کئے جاتے ہیں: جادو ٹونوں کے ذریعہ باہمی تعلقات کی گانٹھوں میں پھونکنے والیاں- مگر دراصل یہ ایک بہت ہی عظیم پیشگوئی ہے اور ایسی قوموں کے متعلق ہے جن کا اقتدار Divide & Rule کے اصول پر ہوگا یعنی جن قوموں پر انہوں نے فتح حاصل کرنی ہو ان کو آپس میں لڑا کر بے طاقت کر دیں گے اور خود حاکم بن بیٹھیں گے- خصوصاً اہل مغرب نے ساری دنیا پر اسی اصول کے تحت حکومت کی ہے-

نومبائعین کی تربیت کے لیے ہدایات

مرسلہ: مکرم محمد احمد فہیم صاحب مربی سلسلہ

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال فوج در فوج لوگ احمدیت کی آغوش میں آتے چلے جا رہے ہیں۔ سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان نومبائعین کی تربیت کے لیے مفصّل ہدایات جاری فرمائی تھیں۔ ان میں سے بعض دی ہدایات حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ میں ہی درج ہیں:

ٹھوس منصوبہ بندی: آپ فرماتے ہیں

''نئے آنے والوں کی تربیت بہت ضروری ہے۔ تربیت کے بغیر یہ نسل بگڑ بھی سکتی ہے۔ ساری دنیا کے امراء جماعت جن کو آج یہ سعادت حاصل ہوئی ہے۔ وہ فوری طور پر اپنی مجلس عاملہ کی میٹنگ بلائیں صائب الرائے افراد کو بھی شامل کریں اور تربیت کے لیے ٹھوس منصوبہ بنائیں۔ اگر منصوبہ بندی ٹھوس ہو۔ تقوٰی پر مبنی ہو تو تین مہینے ٹھوس تربیت کے لیے کافی ہیں۔ اس کے لیے ہر علاقہ کے لیے مربی تیار کیے جائیں جو مقامی طور پر تربیت حاصل کر چکے ہوں پھر وہ سارا سال تربیت کا کام کریں اور ہر جلسے کے بعد تین ماہ کا عرصہ تربیتی کورسز کے لیے مقرر کیا جائے۔''

(روزنامہ الفضل ربوہ ۵/اگست ۱۹۹۳ء)

فرمایا:

''یہ وہ دور ہے جب کہ کثرت کے ساتھ لوگ اسلام میں داخل ہونا شروع ہوئے اور یہ ممکن نہیں تھا کہ مرکزی معلمین ہر جگہ پہنچ کر ان کی تربیت کر سکتے ان کو دین سکھا سکتے اور مسائل سمجھا سکتے۔ ایسی صورت حال کا حل یہ پیش فرمایا گیا ہے اور آج جماعت احمدیہ بعینہٖ اس دور سے گزر رہی ہے اس کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انعامات کے پھلوں کی بارش ہو رہی ہے کہ انہیں سنبھالنا ایک بہت بڑا کام ہے اور وہ پھل جو سنبھالا نہ جائے وہ ضائع ہو جایا کرتا ہے۔ پس اب یہ فکر کا دور ہے اور اس فکر کا حل قرآن کریم نے چودہ سو برس پہلے سے ہمیں بتا رکھا ہے تمام دنیا میں جہاں جہاں کثرت سے لوگ احمدیت میں داخل ہوئے ہیں وہاں ان ملکوں میں مرکزی دینی تربیت گاہیں قائم کرنا ضروری ہے جو تمام سال کام کرتی رہیں۔''

(خطبہ جمعہ ۱۹/اگست ۱۹۹۴ء۔ الفضل انٹرنیشنل ۲۳ستمبر ۱۹۹۴ء)

پھر حضور قرآن کریم کی رو سے ان کلاسز کا اجراء ثابت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''یہ وہ طریق ہے جو قرآن سے سیکھ کر میں آپ کو سمجھا رہا ہوں وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ

لِیَنفِرُوْا کَآفَّۃً- مومنوں کے لیے یہ تو ممکن نہیں ہے کہ وہ سارے کے سارے اکٹھے جہاد میں مصروف ہو جائیں-'فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْھُمْ' - پس ایسا کیوں نہیں کہ ان میں سے ہر گروہ میں سے ایک چھوٹا گروہ نکلے ایک جماعت نکلے 'لِیَتَفَقَّھُوْا فِی الدِّیْنِ' تا کہ وہ دین سیکھے- اب نکلے- گھروں سے نکلنے سے مراد ہے کسی جگہ جانا ہے جہاں دین سکھایا جاتا ہے- ان جگہوں کے نام نہیں لیے...... نکلیں کدھر کو نکلیں کہاں جائیں کچھ بیان نہیں فرمایا- فرمایا کوئی جگہ ایسی ضرور ہونی چاہیے جہاں ان کی تربیت کا انتظام ہو اور یہ مومنوں کی جماعت کا اجتماعی فرض بیان فرما دیا گیا- جہاں جہاں ممکن ہے ان کے مراکز قائم کر دو-

(خطبہ جمعہ ۱۹/ اگست ۱۹۹۴ء- الفضل انٹرنیشنل ۲۳ ستمبر ۱۹۹۴ء)

نومبائعین پر ذمہ داریوں کے بوجھ ڈالیں:

''میں بہت دیر سے زور دے رہا ہوں کہ اگر آپ نئے آنے والوں کی تربیت کرنا چاہتے ہیں تو ان پر کام کا بوجھ ڈالیں- میرا لمبا تجربہ ہے کہ جماعت احمدیہ میں جو پیدائشی احمدی بھی ہوں جب تک ان پر کام کے بوجھ نہ ڈالے جائیں وہ چمکتے نہیں ان کی صلاحیتیں خوابیدہ رہتی ہیں- بعض ایسے ہیں جو یوں دکھائی دیتے ہیں جیسے کنارے کے احمدی ہیں ان سے بھلا کیا کام لیا جا سکتا ہے- لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ عجیب فطرت رکھی ہے کہ مومن پر جب بوجھ ڈالا جاتا ہے تو اور ترقی کرتا ہے اور بوجھ بھی ایک ایسا بوجھ ہے جس کو اٹھا کر وہ زیادہ ہلکے قدم ہو کر اور بھی تیزی سے چلتا ہے-

(خطبہ جمعہ ۲۲ ستمبر ۱۹۹۵ء الفضل انٹرنیشنل ۱۰ نومبر ۱۹۹۵ء)

آغاز سے ہی مالی قربانی:

''پس آنے والوں کو یہ سمجھانا بہت ضروری ہے- کیونکہ جن کو شروع میں نہ سمجھایا جائے وہ اسی حال پر سخت ہو جاتے ہیں- بارہا میں نے دیکھا ہے اور بڑے غور سے آنے والوں کا مطالعہ کیا ہے ساری زندگی جس جس کام میں مجھے موقع ملا ہے تبلیغ کے تعلق میں- میں نے بڑے غور سے مطالعہ کر کے دیکھا ہے کہ جو بیعت کرنیوالے شروع میں ایک دو سال بغیر قربانی کے رہ جائیں ساری عمر وہ درخت سوکھا ہی رہتا ہے- اور جو شروع شروع میں کر دیں وہ پھر بڑی بڑی قربانیاں کرتے ہیں...... جہاں جہاں سے بھی قومیں احمدیت میں داخل ہو رہی ہیں ان کی نگرانی کرنے والوں میں سے ہر ایک کو میں تاکید کرتا ہوں کہ ان آنے والوں کو روزمرہ کچھ قربانی کی عادت ڈالیں اور جن کو عادت پڑ جائے گی ان کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں تھمایا جائے گا- خدا ایسے ہاتھ سے ان کو رزق دے گا جس میں آپ کے ہاتھ کی ضرورت باقی نہیں رہے گی پھر ان کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہو جاتا ہے-''

(خطبہ جمعہ ۱۱ نومبر ۱۹۹۴ء- الفضل انٹرنیشنل ۹ دسمبر ۱۹۹۴ء)

اے عبداللطیف تیرے پر ہزاروں رحمتیں!

تحریر: مکرم ملک جمیل الرحمٰن رفیق صاحب

افغانستان میں آپ کا مقام و مرتبہ: حضرت صاجبزادہ عبداللطیف صاحب ۱۸۵۳ء میں افغانستان کے ایک گاؤں سیّدگاہ جسے مقامی لہجے میں سگئے کہا جاتا ہے پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں برلب دریائے شمل، صوبہ پکتیا علاقہ خوست میں واقع ہے۔ آپ حضرت مسیح موعودؑ سے عمر میں اٹھارہ سال چھوٹے تھے۔ درمیانے قد کے تھے، آپ کے والد ماجد کا نام محمد شریف تھا جو حضرت سیّد علی ہجویری کی اولاد میں سے ہیں جو داتا گنج بخش کے نام سے معروف ہیں۔

تحصیل علم کی خاطر آپ ہندوستان کے مختلف شہروں، امرتسر، لکھنؤ، دیوبند اور ضلع پشاور میں کئی سال قیام پذیر رہے۔ آپ عربی، فارسی، پشتو اور اردو جانتے تھے۔

اگرچہ آپ بہت بڑی جائیداد کے مالک تھے جو ۱۶۰۰۰ ہزار کنال زرعی اراضی پر مشتمل تھی جس میں باغات اور پن چکیاں تھیں نیز ضلع بنوں میں بھی بہت سی زمین تھی۔ مگر آپ طبعاً دولت کمانے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ یہ سب کچھ ورثہ میں ملا ہے لہٰذا رکھنا پڑتا ہے۔

آپ کے کئی ہزار شاگرد تھے، کابل میں آپ کی بہت عظمت تھی، دربار شاہی میں ممتاز منصب تھا، ملک بھر کے علماء کے آپ سردار سمجھے جاتے تھے۔ امیر عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد جب امیر حبیب اللہ خان تخت پر بیٹھا تو آپ ہی نے اس کی دستار بندی کی رسم ادا کی تھی۔

بیعت اور زیارت حضرت مسیح موعود علیہ السلام: ۱۸۹۴ء کے قریب اللہ تعالیٰ کی حکمت سے یوں اتفاق ہوا کہ حضرت صاجبزادہ صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کی بعض کتب کسی نے دیں، ان میں آئینہ کمالات اسلام بھی تھی، آپ نے جب ان کتب کا مطالعہ کیا تو فوراً دل میں ایمان لے آئے، حضورؑ کی کتب اور حضورؑ سے آپ کو بے پناہ محبت ہوگئی۔ ۱۸۹۷ء اور ۱۹۰۰ء کے درمیان کسی وقت آپ نے بذریعہ خط بیعت کا شرف حاصل کیا۔

۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے ایک شاگرد رشید حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو قادیان بھیجا کہ جاکر حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کریں، حضورؑ کی صحبت میں کچھ عرصہ رہ کر وہاں کے حالات مشاہدہ کر کے واپس آکر مطلع کریں۔ حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب قادیان میں چند ماہ رہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجالس میں باقاعدہ حاضر ہوتے رہے اور خوب خوب آسمانی معارف سے فائدہ اٹھایا، حضور کے ہاتھ پر بیعت سے مشرف ہوئے، حضورؑ فرماتے ہیں کہ مولوی

اک قطرہ اس کے فضل نے دریا بنا دیا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ ۲۰۰۳ء کے دوسرے روز خطاب میں جماعت احمدیہ پر نازل ہونے والے بے شمار افضال کا ذکر فرمایا۔ اُن میں سے چند کا خلاصہ احباب کی خدمت میں روزنامہ الفضل ربوہ کے شکریہ کے ساتھ پیش ہے۔

- ۱۷۶ ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کا پودا لگ چکا ہے۔
- امسال ۵۱۸ نئی جماعتیں ۴۵۲ نئے مقامات پر قائم ہوئیں۔
- امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے ۸ لاکھ ۹۲ ہزار سے زائد سعید روحوں کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔
- امسال ۲۲۶ بیوت الذکر جماعت کو عطا ہوئیں۔ ان میں سے ۱۲۱ نئی تعمیر کی گئی ہیں جبکہ ۱۰۵ بنی بنائی جماعت کو عطا ہوئیں۔
- اس سال ۲۸۱ نئے مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا۔ ان کی کل تعداد ۱۲۳۹ ہوگئی۔
- خدا تعالیٰ کے فضل سے مکمل تراجم قرآن کریم کی تعداد ۵۷ ہوگئی ہے۔
- سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی معرکۃ الآراء تصنیف اسلامی اصول کی فلاسفی کے اب تک ۵۳ زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں۔
- امسال ۱۷۴ نمائشوں کے ذریعے قریباً ایک لاکھ ۷۳ ہزار افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔
- ۷۵۵ بکسٹال و بک فیئرز کے ذریعہ ۵ لاکھ تیس ہزار سے زائد افراد تک احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا۔
- صرف رقیم پریس اسلام آباد سے امسال ۲ لاکھ سے زائد کتب و جرائد شائع ہوئے۔ افریقی ممالک کے چھاپہ خانوں سے ۲ لاکھ ۷۰ ہزار سے زائد کتب و جرائد شائع ہوئے۔
- افریقہ کے ۱۲ ممالک میں ۳۶ ہسپتال نیز ۱۸ افریقی ممالک میں جماعت کے ۳۷۳ سکولز خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔
- دنیا کے ۵۵ ممالک میں ۶۳۲ ہومیو پیتھک شفا خانوں کے ذریعے خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲ لاکھ مریضوں کا علاج کیا گیا۔
- واقفین نو کی تعداد ۲۶۳۲۱ ہو چکی ہے۔

عبدالرحمٰن صاحب نے ایمان میں بہت ترقی کی یہاں تک کہ ان کا ایمان شہادت کا رنگ پکڑ گیا۔حضرت مولوی صاحبؓ کا نام انجام آتھم میں ۳۱۳ رفقاء کی فہرست میں نمبر ۱۱۱ پر درج ہے۔

حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب چند ماہ بعد جب واپس افغانستان لوٹے، تو برملا تبلیغ شروع کر دی۔ اور خصوصیت کے ساتھ جہاد کے مسئلے پر جماعت احمدیہ کے موقف کا پرچار کیا کہ انگریزوں کے خلاف تلوار کا جہاد جائز نہیں کیونکہ یہ دین میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کرتے، ہر شخص آزاد ہے کہ جو دین چاہے رکھے اور اس پر عمل کرے۔ آپ کی تبلیغ سے ملک میں ہلچل پڑ گئی اور امیر عبدالرحمٰن تک بات پہنچی جو کہ خود جہاد کے بارہ میں متشدد خیالات کا حامی تھا بلکہ اس نے اس موضوع پر ایک رسالہ بھی لکھا تھا۔ یہ بھی امیر کو بتایا گیا کہ مولوی صاحب قادیان جا کر ایک پنجابی کے ہاتھ پر بیعت کر آئے ہیں جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے نتیجۃً آپ کو حراست میں لے لیا گیا اور ان دونوں معاملات کی تحقیق کرائی گئی۔ تحقیق سے ثابت ہوا کہ واقعی آپ نے قادیان جا کر بیعت کی ہے اور انگریزوں کے خلاف جہاد کے خلاف ہیں، چنانچہ آپ کو قید خانے میں دم گھونٹ کر مار دیا گیا۔ اس طرح آپ کو جماعت احمدیہ کے سب سے پہلے راہ مولیٰ میں قربان ہونے والے کا شرف نصیب ہوا

۲۰ جون ۱۹۰۱ء کو بروز جمعرات آپ نے خدا کی راہ میں جان قربان کی۔ اسی سال ۱۰ ستمبر کو امیر عبدالرحمٰن پر فالج گرا، بہت علاج کیا گیا۔ مگر ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو امیر اس جہان سے رخصت ہوا۔ ظالم اور مظلوم دونوں کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ امیر عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد اس کا بیٹا امیر حبیب اللہ تخت نشین ہوا، امیر کی دستار بندی کی رسم حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب نے ادا کی۔

۱۹۰۲ء میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے اپنی دیرینہ خواہش کو پورا کرنے کیلئے سفر حج کا مصمم ارادہ کیا۔ آپ کا ارادہ تھا کہ حج کے سفر میں پہلے قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کروں گا۔ حضور کی صحبت میں کچھ عرصہ رہ کر آگے حج کیلئے روانہ ہو جاؤں گا۔ چنانچہ آپ نے امیر حبیب اللہ سے سفر حج کیلئے چھ ماہ کی رخصت حاصل کی۔ امیر نے بخوشی اجازت دی بلکہ دو اونٹ اور کچھ رقم بھی آپ کی خدمت میں پیش کی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب سفر حج پر روانہ ہونے کے بعد جب لاہور پہنچے تو ملک میں طاعون کی وجہ سے سفر میں کچھ مشکلات پیش آئیں۔ ان کا ارادہ رستے میں تھوڑا عرصہ قادیان ٹھہرنے کا بھی تھا، لہٰذا آپ قادیان کی طرف روانہ ہو گئے۔ ۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء کو آپ قادیان پہنچے۔ حضورؑ سے ملاقات کی دیرینہ خواہش پوری ہوئی۔ حضورؑ سے ملاقات کے بعد اور حضورؑ کی مجالس میں حاضر ہونے کی وجہ سے آپ کے علم روحانی اور عرفان میں بہت ترقی ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''مجھ سے اُن کی ملاقات ہوئی تو قسم اس خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں نے اُن کو اپنی پیروی میں اور اپنے دعویٰ کی تصدیق میں ایسا فنا پایا کہ جس سے بڑھ کر انسان کیلئے ممکن نہیں۔'' (تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۱۰)

حضورؓ کے استفسار پر کہ کن دلائل سے آپ نے مجھے شناخت کیا - حضرت صاحبزادہ صاحب نے عرض کی کہ حضورؑ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ جب بھی دنیا میں گمراہی پھیل جاتی ہے اور لوگ خدا سے دور، اور دنیا کے کیڑے ہو جاتے ہیں تو ضرور اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کیلئے کسی کو مبعوث فرماتا ہے - میں جب اپنے اردگرد لوگوں کی دینی اور اخلاقی حالت دیکھتا تو بشدت یہی دل میں آتا کہ اس زمانے میں ضرور خدا کی طرف سے کوئی تجدید دین کرنے والا کھڑا ہونا چاہئے - بلکہ اب تک ایسا مردِ خدا آ چکا ہونا چاہئے - میں دیکھتا تھا کہ وقت تنگ ہو رہا ہے اور کوئی مبعوث نہیں ہو رہا - تب حضور کی کتب سے تسلی ہوئی -

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کے مزید متعدد دلائل آپ کو سنائے اور یہ بھی کہ آنے والا مسیح لازماً امت محمدیہ میں سے ہونا تھا، حضور نے اپنے اور حضرت عیسیٰؑ کے مابین سولہ مشابہتیں بھی بتائیں - یہ بھی کہ ملک میں دس ہزار کے قریب افراد کو خواب میں آ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کرنے کی ہدایت کی - اور کئی صاحب کشوف نے جن کے تین تین، چار چار لاکھ مرید تھے - حضرت مسیح موعودؑ کا نام لے کر پیشگوئیاں کیں - مثلاً گلاب شاہؒ آف لدھیانہ نے اپنے شاگردوں کو ایک دن اچانک بتایا کہ "عیسیٰ قادیان میں پیدا ہو گیا ہے ......" یہ بھی فرمایا کہ "عیسیٰ بن مریم زندہ نہیں - وہ مر گیا ہے - اور اس امت کے لئے مرزا غلام احمد عیسیٰ ہے -"

یہ سب باتیں بتانے کے بعد حضورؑ فرماتے ہیں کہ تعجب ہے کہ یہ ساری باتیں پہلے ہی ان کے علم میں تھیں -

آپ کئی ماہ قادیان میں قیام پذیر رہے - حج کے ایام بھی گذر گئے - اگرچہ آپ کا ارادہ تو یہی تھا کہ قادیان میں کچھ عرصہ ٹھہرنے کے بعد آگے حج کیلئے روانہ ہو جاؤں گا - مگر قادیان پہنچ کر ان کی دنیا ہی بدل گئی - فرمایا کہ حج میں اگلے سال کر لوں گا - مگر تیرہ سو سال سے جس مسیح موعود کا انتظار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کے مطابق کر رہے تھے - اس کی صحبت کو چھوڑ کر جانا مناسب نہیں - معلوم نہیں پھر یہ بابرکت موقع ملے یا نہ ملے - اور فرمایا کہ "میں اُس علم کا محتاج ہوں جس سے ایمان قوی ہو - اور علم، عمل پر مقدم ہے -" کئی ماہ قادیان رہنے کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعودؑ سے واپس وطن جانے کی اجازت چاہی - چنانچہ اجازت کے بعد آپ سوئے کابل روانہ ہوئے -

افغانستان واپسی اور گرفتاری: جب آپ بارڈر پر پہنچے اور ابھی انگریزی عملداری ہی میں تھے کہ آپ نے مناسب سمجھا کہ امیر حبیب اللہ خان کو اپنی ساری سرگذشت کہ آپ سارا عرصہ قادیان ہی رہے اور حج پر نہ جا سکے وغیرہ بتا دیں - مگر آپ نے امیر کابل کو براہ راست لکھنے کی بجائے اپنے ایک شاگرد بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال کو خط لکھنا مناسب خیال فرمایا - اس خط میں ساری بات لکھ کر کہا کہ امیر کے گوش گزار یہ سارے امور کر کے میرے کابل میں داخلے کی اجازت طلب کریں - بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال کو جب یہ خط ملا تو پڑھ کر معاملے کی سنگینی کا خیال کر کے فوراً خط کو زانو کے نیچے چھپا لیا تا کہ کسی اور کو معلوم نہ ہو سکے - مگر کوتوال صاحب کا نائب فتنہ پرداز آدمی تھا - اس نے کسی طریق سے یہ خط حاصل کر کے امیر کو

پیش کر دیا- امیر پڑھ کر غضبناک ہوا اور بریگیڈیئر محمد حسین کوتوال کو بلا کر پوچھا- مگر اس نے امیر کا غیظ وغضب دیکھ کر خط کا انکار کر دیا-

اُدھر حضرت صاحبزادہ صاحب نے جب اپنے خط کا جواب نہ پایا تو اُسی مضمون پر مشتمل ایک اور خط بریگیڈیئر صاحب کو ارسال کر دیا- یہ خط ڈاکخانے کے افسر نے کھول لیا اور امیر حبیب اللہ خان کی خدمت میں پیش کر دیا- اگرچہ امیر سخت غصے سے بھر گیا- مگر اس نے سوچا کہ حکمت عملی سے صاحبزادہ صاحب کو کابل بلایا جائے- لہٰذا بہت نرم الفاظ میں جواب لکھوایا کہ ٹھیک ہے آنے کی اجازت ہے- بلکہ آ کر ہمیں بھی اُس مدعی کی صداقت کے دلائل بتاؤ تا کہ اگر ہمیں درست معلوم ہوں تو ہم بھی ان کے مریدوں میں شامل ہو جائیں- یہ خط ملنے پر حضرت صاحبزادہ صاحب کابل کی طرف محو سفر ہو گئے- لیکن آپ کو اپنے راہِ مولیٰ میں قربان ہونے کا اشارہ ہو چکا تھا- چنانچہ آپ نے فرمایا کہ مجھے ہر وقت الہام ہوتا ہے کہ ''سربدہ، سربدہ'' یعنی راہِ مولیٰ میں اپنا سر دے دے- نیز فرمایا کہ کابل کی زمین میرے خون کی محتاج ہے-

جب آپ گھوڑے پر سوار کابل کے بازار سے گذر رہے تھے تو گورنمنٹ کے آٹھ سوار آپ کے پیچھے تھے- لوگوں میں عام مشہور تھا کہ صاحبزادہ صاحب کو امیر نے دھوکہ دے کر بلایا ہے- اُن کے خوست پہنچنے سے پہلے ہی ان کی گرفتاری کے وارنٹ حاکم خوست کے نام آ چکے تھے- چنانچہ آپ کو گرفتار کر کے امیر کے سامنے پیش کیا گیا امیر بہت بری طرح پیش آیا بلکہ حکم دیا کہ انہیں مجھ سے دور کھڑا کرو کہ ان سے مجھے بُو آتی ہے- پھر حکم صادر کیا کہ انہیں زنجیر غرغراب لگا کر قلعہ میں قید کر دو- زنجیر غرغراب کا وزن ایک من چوبیس سیر ہوتا ہے جو گردن سے کمر تک گھیر لیتی ہے- ہتھکڑی بھی اس میں شامل ہے- علاوہ ازیں پاؤں میں آٹھ سیر وزنی بیڑی ڈال دی گئی-

چار ماہ آپ اس تکلیف دہ قید میں رہے- اس عرصہ میں امیر کی طرف سے متعدد بار فہمائش ہوئی کہ قادیانی کی بیعت سے توبہ کر دو تو رہا کر دیئے جاؤ گے- مگر آپ نے ہر دفعہ جواب دیا کہ میں حق کو شناخت کر کے اس کا انکار ہرگز نہیں کر سکتا- چاہے اس کے نتیجے میں میری اور میرے اہل وعیال کی بربادی ہو- کابل کے کسی امیر کا یہ طریق نہیں تھا کہ بار بار توبہ کا کہیں- مگر صاحبزادہ صاحب سے یہ رعایت غالباً اس لئے برتی گئی کہ امیر حضرت صاحبزادہ صاحب کی معصومیت کا دل میں قائل تھا- مگر ملاں حضرات سے ڈرتا تھا جنہوں نے آپ کو کافر اور مرتد قرار دیا تھا-

مباحثہ، فتویٰ کفر اور سزا: چار ماہ بعد آپ کو عام کچہری میں حاضر کیا گیا- امیر نے ایک دفعہ پھر پُرزور فہمائش کی کہ توبہ کر لیں تو معافی کے ساتھ آپ کے تمام عہدے بحال کر دیئے جائیں گے- اور ملک بھر میں آپ کی شان اور عزت ہوگی- آپ نے صاف انکار کر دیا مگر کہا کہ اس کا ایک حل یہ ہے کہ میرا مباحثہ علماء سے کرایا جائے- اگر میں دلائل میں جھوٹا نکلا تو مجھے سزا دی جائے-

امیر نے یہ تجویز پسند کی- چنانچہ مسجد شاہی میں یہ مباحثہ ہوا- ایک طرف خان ملا خان اور آٹھ دیگر مفتی تھے اور

دوسری طرف حضرت صاحبزادہ صاحب ثالث ایک پنجابی ڈاکٹر عبدالغنی کو مقرر کیا گیا۔ جو جلال پور جٹاں ضلع گجرات کا تھا اور احمدیت کا شدید معاند۔ صبح سات بجے سے تین بجے سہ پہر تک تحریری مباحثہ جاری رہا۔ بہت سے حاضرین مباحثہ سننے کے لئے موجود تھے۔ مگر مباحثہ کا کوئی پرچہ پڑھ کر نہ سنایا گیا۔ بلکہ جب عصر کا آخری وقت ہوا تو کفر کا فتویٰ صادر کر دیا گیا۔ اور امیر کو بغیر تحریری مباحثہ کے کاغذات ارسال کرنے کے اطلاع دے دی گئی کہ یہ کافر ہے اور امیر نے بھی بغیر کاغذاتِ مباحثہ طلب کئے فتویٰ پر صاد کیا اور حضرت صاحبزادہ صاحب کو پابازنجیر ہونے کی حالت میں قید خانہ بھجوا دیا گیا۔

شہادت: اگلے روز ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو صبح پھر آپ کو دربار میں حاضر کیا گیا۔ پھر توبہ کی پیشکش کی گئی۔ مگر آپ نے صاف انکار فرمایا۔ اس پر امیر نے کاغذ پر فتویٰ لکھا اور سنگسار کئے جانے کی سزا لکھی اور یہ فتویٰ آپ کے گلے میں لٹکا دیا گیا۔ جس طرح کہ قربانی کے بڑے کے گلے میں گانی لٹکا دی جاتی ہے۔ جو اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ یہ خدا کے لئے ذبح کر کے قربان کر دیا جائے گا۔ امیر کے حکم سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی ناک میں دردناک طور پر چھید کر کے رسی ڈالی گئی اور کھینچ کر آپ کو سوئے مقتل لے جایا گیا۔ ساتھ ایک انبوہِ کثیر لوگوں کا تھا۔ جو آپ پر گالیوں، طعنوں اور لعنتوں کی بوچھاڑ کرتا جا رہا تھا۔ امیر بھی اپنے مصاحبوں، قاضیوں اور مفتیوں اور دیگر اہلکاروں کے ساتھ یہ دل خراش نظارہ کرنے مقتل تک پہنچا۔

مقتل میں پہنچ کر حضرت صاحبزادہ صاحب کو زمین میں کمر تک گاڑ دیا گیا۔ اب پھر آخری بار امیر آپ کے پاس گیا۔ اور احمدیت سے توبہ کی فہمائش کی اور کہا کہ اپنی جان اور اپنے اہل و عیال پر رحم کرو۔ مگر آپ نے حق کی خاطر جان قربان کر دینے کو ترجیح دی۔ اس پر امیر نے اپنے قاضی کو حکم دیا کہ پہلا پتھر چلاؤ۔ اس نے کہا کہ آپ بادشاہ ہیں، آپ چلائیں۔ مگر امیر نے کہا کہ شریعت کے بادشاہ تم ہو اور فتویٰ بھی تمہارا ہے۔ میرا اس میں کوئی دخل نہیں۔ تب قاضی نے زور سے پتھر چلایا۔ جس کی ضرب سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی گردن جھک گئی۔ پھر امیر نے پتھر چلایا۔ اس کے بعد کیا تھا۔ حاضرین سے ہر ایک نے پتھروں کی بارش آپ پر کر دی۔ یہاں تک کہ آپ کا پورا جسم پتھروں کے نیچے چھپ گیا۔ اور ایک بہت بڑا کوٹھا پتھروں کا سر پر جمع ہو گیا۔ آسمان اور زمین نے اس ظلم عظیم کا نظارہ کیا۔ اس کے بعد سب وہاں سے رخصت ہوئے۔ جاتے ہوئے امیر نے کہا کہ یہ کہتا تھا کہ چھ روز بعد زندہ ہو جائے گا۔ لہذا یہاں چھ روز تک پہرہ رہنا چاہئے۔

یہ خبر اخبار وطن کی ۲۸ اگست ۱۹۰۳ء کی اشاعت میں شائع ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سارا واقعہ تذکرۃ الشہادتین میں درج کرنے کے بعد لکھا۔

''اے عبداللطیف! تیرے پر ہزاروں رحمتیں کہ تُو نے میری زندگی ہی میں اپنے صدق کا نمونہ دکھایا اور جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے۔'' (صفحہ ٦)

آپ نے بہت پہلے اپنے ایک شاگرد احمد نور کابلی صاحب کو وصیت کر دی تھی کہ میری وفات کی خبر حضرت مسیح

موعود علیہ السلام کو ضرور کر دینا۔

تدفین: سنگساری کے چالیس دن بعد احمد نور کابلی صاحب اپنے چند ساتھیوں کو لے کر رات کے اندھیرے میں مقتل میں پہنچے اور بہت محنت اور جانفشانی سے پتھروں کو ہٹایا اور نعش مبارک کو تابوت میں رکھا۔ ۴۰ دن بعد بھی کسی قسم کی بو کا آپ کے جسدِ مبارک میں شائبہ تک نہ تھا۔ بلکہ کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ اُن دنوں پہرے وغیرہ کا خطرہ تھا لہٰذا کمال احتیاط سے یہ سارا کام کیا گیا۔ اس دوران پچاس پہرے دار بھی اس طرف آئے مگر ان کے آنے سے قبل احمد نور کابلی صاحب نے کشفی آنکھ سے انہیں دیکھ لیا تھا لہٰذا وہ اپنے ساتھیوں سمیت چھپ گئے۔ کچھ دیر بعد فی الواقع پچاس پہرے دار آئے اور اندھیرے میں اِدھر اُدھر دیکھ کر چلے گئے۔

آپ کی نعش مبارک کو پہاڑی بالائی سار کی دوسری جانب واقع قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ مگر تھوڑے عرصے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب کے ایک شاگرد میرو نے (جو بزرگ صاحب کابلی کے بھائی تھے) نعش مبارک کو وہاں سے نکال کر آپ کے آبائی گاؤں سیّد گاہ میں دفن کر دیا۔ مگر قبر نمایاں نہ کی۔ اس کے کچھ عرصہ بعد زیدہ ضلع پشاور کے ایک احمدی خان عجب خان نے قبر پر پختہ روضہ تعمیر کرا دیا۔ اور یہ روضہ مرجع خلائق بن گیا۔ اس پر حاکم خوست نے سردار نصر اللہ خان نائب السلطنت جو کہ امیر حبیب اللہ خان کا بھائی تھا اطلاع دی۔ جس پر جنوری ۱۹۱۰ء میں آپ کا تابوت راتوں رات چپکے سے نکال کر کسی نامعلوم جگہ جا کر دفن کر دیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ دریا برد کر دیا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے اہل وعیال پر بھی شدید مظالم ڈھائے گئے۔ آپ کی اہلیہ شاہجہان بی بی صاحبہ اور پانچ چھوٹے بچوں نے عظیم صبر کا نمونہ دکھایا۔ آپ کو کہا جاتا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گالیاں دیں۔ لیکن آپ کی اہلیہ صاحبہ نے فرمایا کہ چاہے مجھے اور میرے تمام بچوں کو قتل کر دیا جائے مگر میں اپنے عقیدے سے سرمو انحراف نہیں کر سکتی۔ یہ خاندان ۲۳ سال مختلف تکالیف برداشت کرنے کے بعد چھپ چھپا کر ۲ فروری ۱۹۲۶ء کو بنوں آ گیا۔ جہاں حضرت صاحبزادہ صاحب کی بہت سی زمین تھی۔

ظلم کی پاداش: اب صرف ظلم کی پاداش باقی تھی۔ خدا نے چن چن کر ایک ایک ظالم کو سزا دی جس کا خلاصہ یہ ہے۔

(۱) ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو حضرت صاحبزادہ صاحب نے جان کی قربانی پیش کی۔ اس سے اگلے روز ۱۵ جولائی کو ملک میں خطرناک قسم کا ہیضہ پھوٹا جس سے کثرت سے معاندین لقمہ اجل بنے۔ سردار نصر اللہ خان کی بیوی اور اُس کا جوان لڑکا بھی ہیضہ کا شکار ہو کر اس جہاں سے رخصت ہوئے۔

(۲) فتنے کا سرغنہ ڈاکٹر عبدالغنی نمک حرامی کے جرم میں گیارہ سال کے لئے جیل میں ڈال دیا گیا۔ اس عرصے میں اس کی بیوی لنڈی کوتل میں مرگئی اور نوجوان بیٹا دن دہاڑے قتل ہوا۔ گیارہ سال بعد جیل سے نکلنے پر ملک بدر کر دیا

گیا-

(۳) مولوی نجف علی کو ایک کتاب کی تالیف پر کافر قرار دے کر سنگساری کی سزا سنائی گئی- مگر سفیر برطانیہ کی مداخلت سے اسے ملک سے نکال دیا گیا-

(۴) فتویٰ دینے والا قاضی عبدالرزاق ایک جرم میں ماخوذ ہوا- عہدہ چھین لیا گیا اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ بھی کیا گیا- اس سزا کے بعد وہ کابل سے ایسا غائب ہوا کہ اس کا کچھ پتہ نہیں لگا کہ کہاں گیا- اس کا لڑکا اور اس کا جانشین قاضی عبدالواسع ۱۹۲۹ء میں بے رحمی سے ہلاک کر دیئے گئے-

(۵) سردار نصر اللہ خان نائب السلطنت جس نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو پابجولاں کیا تھا- اسے بھی یہی سزا ملی اور پابجولاں کر کے قید خانہ میں ڈال دیا گیا- وہاں اس کا دماغ مختل ہو گیا اور گلا گھونٹ کر اسے مار دیا گیا- قبر بھی معدوم کر دی گئی- اس کا لڑکا قتل کر دیا گیا- اس کی لڑکی سے امیر امان اللہ نے خفیہ نکاح کر لیا- مگر معزول ہونے پر اسے طلاق دے دی-

(۶) امیر حبیب اللہ خان کو کسی نامعلوم شخص نے اس کے کان میں پستول رکھ کر اس کی کھوپڑی اڑا دی- یہ واقعہ ۲۰ فروری ۱۹۱۹ء کو ہوا- اس کا جوان لڑکا سردار حیات اللہ خان تختہ دار پر لٹکا کر مار دیا گیا-

(۷) ۱۹۲۹ء میں بچہ سقہ نے اس خاندان کی حکومت کا تختہ الٹ دیا- اس وقت امیر امان اللہ جان بچا کر اٹلی بھاگ گیا-

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انداز وتبشیر: حضرت مسیح موعود علیہ السلام تذکرۃ الشہادتین میں حضرت صاحبزادہ صاحب کے واقعہ ہائلہ کا ذکر کر کے تحریر فرماتے ہیں-

''ہائے اس نادان امیر نے کیا کیا کہ ایسے معصوم شخص کو کمال بے دردی سے قتل کر کے اپنے تئیں تباہ کر لیا- اے کابل کی زمین! تُو گواہ رہ کہ تیرے پر سخت جرم کا ارتکاب کیا گیا- اے بدقسمت زمین تو خدا کی نظر سے گر گئی، کہ تُو اس ظلمِ عظیم کی جگہ ہے-'' (صفحہ ۷۴)

جماعت احمدیہ کے سب سے پہلے دو بزرگوں کی جان کی قربانی کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس واقعہ سے تیئس برس قبل اللہ تعالیٰ نے خبر دی تھی کہ

شَاتَانِ تُذْبَحَانِ وَ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ.....

یعنی دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور پھر جو بھی زمین پر ہو گا فنا ہو جائے گا- یعنی ان دو معصوموں کے قتل کے بعد اس ملک پر تباہی ڈیرے ڈال دے گی-

بکری کے دودھ اور گوشت سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے آٹھ گھنٹے کے مباحثہ میں روحانی دودھ ان لوگوں کو دیا مگر انہوں نے رڈ کر دیا، اس پر اپنی قربانی بھی پیش کر دی۔

حضرت مسیح موعودؑ نے یہ جو لکھا ہے کہ "جو لوگ میری جماعت میں سے میری موت کے بعد رہیں گے، میں نہیں جانتا کہ وہ کیا کام کریں گے" اس بارہ میں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو کشفی حالت میں بتایا کہ فکر کی بات نہیں تیرے بعد بھی قربانیاں کرنے والوں کی تیری جماعت میں کمی نہ ہوگی۔ تذکرۃ الشہادتین میں حضور تحریر فرماتے ہیں:

"کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی۔ اور میں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کرو تا وہ بڑھے اور پھولے۔ سو میں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ ان کے بہت سے قائم مقام پیدا کرے گا۔ سو میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جائے گی" (صفحہ ۷۶)

چنانچہ اب تک دو (۲) صد سے زائد احمدی خدا کی راہ میں جان کی قربانی پیش کر چکے ہیں۔

حرف آخر: جماعتی لٹریچر میں حضرت صاحبزادہ صاحب کا یوم قربانی ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء بروز شنبہ یعنی سوموار مذکور ہے۔ خاکسار نے ۱۹۰۳ء کا کیلنڈر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو منگل کا دن تھا۔ اس پر تذکرۃ الشہادتین کا پہلا ایڈیشن دیکھا تو وہاں شنبہ یعنی ہفتہ کا دن تحریر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قلمی نسخہ دستیاب نہیں ہو سکا۔ خاکسار کا خیال ہے کہ پہلے ایڈیشن میں مذکورہ الفاظ "صبح روز شنبہ کو" قلمی نسخے میں شاید یوں ہوں "صبح سہ شنبہ کو" یعنی "صبح منگل و" مگر شکستہ لکھائی کی وجہ سے 'سہ' کو کاتب نے 'روز' پڑھ کر لکھ دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مگر اس سے نفس مضمون پر کسی قسم کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یہ فروگذاشت کوئی دینی مسئلہ نہیں۔ خلاصہ یہ کہ ۱۴ جولائی ۱۹۰۳ء کو منگل کا دن تھا۔

اس مضمون کی تیاری میں درجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا گیا ہے۔

تذکرۃ الشہادتین (از حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

(۲) تاریخ احمدیت جلد سوم (از مولانا دوست محمد شاہد صاحب)

(۳) شیخ عجم (محترم میر مسعود احمد صاحب کا مقالہ جو الفضل انٹرنیشنل ۱۶ر جولائی ۱۹۹۹ء تا ۱۴ر اکتوبر ۱۹۹۹ء کے شماروں میں بالاقساط شائع ہوا) آپ نے اپنے مضمون میں مندرجہ ذیل کتب کے حوالہ بھی دیئے ہیں۔

(الف) عاقبۃ المکذبین از قاضی محمد یوسف صاحب

(ب) تاریخ احمدیت افغانستان از سید محمود احمد افغانی

(ج) شہید مرحوم کے چشم دید واقعات از سید احمد نور کابلی

(۴) شیخ عجم مکرم محمود مجیب اصغر صاحب کا مضمون از الفضل انٹرنیشنل ۶ جنوری ۱۹۹۸ء

غزالِ کوہسار

وُہ سربُلند حوصلے کی سرخرو چٹاں تھا

(بیادِ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف ...... جنہیں امام الزماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے جرم میں علماءِ سُو کے فتویٰ کے نتیجے میں امیر کابل کے حکم سے ۱۴ر جولائی ۱۹۰۳ء کو سنگسار کر دیا گیا)

عجب وہ شانِ وصل تھی حجابِ جاں اُٹھا دیا
بھنک رضائے یار کی پڑی تو سر کٹا دیا
یہی ہے رسمِ عاشقاں ، چناں چنیں نہ این و آں
مگر - جنہوں نے بے گناہ خون کو بہا دیا!

ہے آسماں تو آسماں ، زمین کے بھی نہیں رہے
گواہی وقت نے یہ دی ، کہیں کے بھی نہیں رہے
اُڑا کے امن لے گئیں ہوائیں سمتِ غیب سے
فسادِ خُلق و خَلق سے وہ دیں کے بھی نہیں رہے

وہ تاج و تخت مٹ گئے ، وہ سلطنت ہوا ہوئی
سُنی نہ اک صدائے حق تو قوم بے نوا ہوئی
امیرِ قوم کو جنوں کا اژدھا نگل گیا
غریبِ قوم کے لئے حیات اِک سزا ہوئی

لہو کا کھیل کھیلنے کی ابتدا تو کی ، مگر
پھر اپنے ہی لہو میں ڈوبتے گئے سبھی کے گھر
الجھ کے رہ گئی سرابِ جانگسل میں ہر نظر
ٹٹولتے ہی رہ گئے رہِ نجات دیدہ ور

قضا نگر نگر بلائیں لے کے گھومتی رہی
شہید کی صدا یونہی فضا میں گونجتی رہی
''نہ تب اماں ملی تجھے ، نہ اب امان پائے گی
انا کا یہ چلن رہا تو قرض کیا چکائے گی
اے بد نصیب قوم اپنی سرکشی کو بھول کر
اگر نجات چاہیئے مسیحؑ کو قبول کر''
نئی . صدا نہیں مگر صدائے لازوال ہے
اسے جو دل سے سُن سکے وہ صاحبِ کمال ہے

کلاہ تھی سروں پہ جن کے ''علم'' و جاہ و مال کی
سمجھتے کس طرح زبان صاحبِ کمال کی
اُنہیں خدا نے ردّ کیا فلک نے آنکھ پھیر لی
زمیں نے ان سروں پہ خاک ڈال دی وبال کی

زمانے تو نے اپنی بات بارہا کہی سُنی

غزال کوہسار کی تو عرض حال تھی یہی
لبوں پہ مُہر کس لئے کوئی بتائے تو سہی
گزر گئی ہے اک صدی مگر سوال ہے یہی

مرے شہیدِ باوفا کا اور کیا قصور تھا
یہی کہ دشتِ تیرگی میں وہ منارِ نور تھا؟
اُسے خبر تھی کس شجر سے پھوٹتی ہے زندگی
یہ جرم تو نہیں کوئی اگر وہ باشعور تھا!

قفس سے قتل گاہ تک اُسے سلام اَن گنت
ملے رضائے یار کے اُسے پیام اَن گنت
ستمگرانِ شہر کو نوید ہو کہ آج بھی
قفس سے قتل گاہ تک ہیں اُس کے نام اَن گنت

سعید و جاں نثار ، سرفروش و مرد کامراں
صداقتِ مسیحؑ کا لطیفؓ اک نشان تھا
وفا کا نقش اوّلین ، آبروئے عاشقاں
وہ سربلند حوصلے کی سرخرو چٹان تھا

جمیل الرحمٰن - ہالینڈ

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل ۱۱ تا ۱۷ ر جولائی ۲۰۰۳ء)

ماہنامہ
احمدی انصار کی تربیت کیلئے
انصار اللہ
ایڈیٹر: نصر اللہ خاں ناصر

تبوک ۱۳۸۲ ہش - ستمبر ۲۰۰۳ء

جلد نمبر ---------------------- ۴۴

شمارہ نمبر ---------------------- ۹

نائبین: پروفیسر محمد اسلم صابر، جاوید احمد جاوید، ریاض محمود باجوہ، محمود احمد اشرف

اس شمارہ میں

☆☆☆☆☆

پبلشر: عبد المنان کوثر پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس

مقام اشاعت
دفتر ماہانہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی ربوہ (چناب نگر)

ڈیزائن و کمپوزنگ
صداقت احمد محمود

شرح چندہ (پاکستان)
سالانہ .... ایک سو روپے
قیمت فی پرچہ .... دس روپے

قرآن کریم اور کائنات کا آغاز اور انجام

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی معرکۃ الآراء کتاب Revelation, Rationality, Knowledge and Truth میں سے لئے گئے اس مضمون کا اردو ترجمہ ادارہ اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل رہا ہے)

قرآن کریم کے نزول کے وقت کائنات کے متعلق انسان کا علم بہت محدود اور ابتدائی قسم کا تھا۔ اجرام فلکی ساکن ہیں یا حرکت کر رہے ہیں اس کے متعلق بھی وہ کوئی واضح علم نہیں رکھتا تھا۔ لیکن آج کے اس جدید دور میں کائنات کے متعلق ہمارا علم بہت وسعت اختیار کر چکا ہے۔ تخلیق کائنات سے متعلق بعض نظریات اب ایک ثابت شدہ حقیقت بن چکے ہیں جب کہ بعض دیگر نظریات پر تحقیق کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ نظریہ کہ کائنات پھیل رہی ہے ان اوّل الذکر نظریات میں شامل ہے جو پایہ ثبوت تک پہنچ چکے ہیں اور دنیا بھر کے سائنس دان اب اسے ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کرتے ہیں:۔ اسے سب سے پہلے ایڈون ھبل (Edwin Hubble) نے ۱۹۲۰ء میں دریافت کیا تھا۔ لیکن قرآن کریم نے اس سے تیرہ سو سال پہلے واضح طور پر اس کا ذکر کر دیا تھا۔

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ (۵۱:۴۸)

اور ہم نے آسمان کو ایک خاص قدرت سے بنایا اور یقیناً ہم وسعت دینے والے ہیں۔

یہ تصور کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ صرف قرآن کریم نے ہی بیان فرمایا ہے۔ کسی اور الہامی کتاب میں اس کے متعلق کوئی اشارہ تک نہیں ملتا۔ سائنس دانوں کے لئے یہ ایک بہت اہم دریافت تھی کہ کائنات مسلسل پھیل رہی ہے۔ کیونکہ اس کے ذریعے انہیں یہ سمجھنے میں بڑی مدد ملی کہ کائنات کا آغاز کیسے ہوا تھا۔ قرآن کریم نے واضح طور پر تخلیق کے مراحل کو بیان فرمایا ہے اور قرآن کریم کا یہ بیان بگ بینگ (Big Bang) کے نظریہ سے پوری طرح مطابقت رکھتا ہے۔ قرآن کریم صرف آغاز کائنات کا ہی نہیں بلکہ اس کے انجام اور پھر ایک نئے آغاز اور اس سلسلے کے بار بار دہرائے جانے کا بھی ذکر فرماتا ہے۔ تخلیق کائنات کے جس پہلے مرحلے کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا ہے وہ بعینہٖ بگ بینگ کے واقعے کو بیان کر رہا ہے۔

اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا ۗ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۗ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ۔ (۲۱:۳۱)

ترجمہ: کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے

بند تھے- پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ کر دیا اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی- تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے؟

اس آیت میں خاص طور پر کفار کو مخاطب کرنا ایک بڑی اہم بات ہے- اس کی وجہ شاید یہ بھی ہے کہ یہ آیت جس راز کو بیان کر رہی ہے اس پر سے کفار ہی نے ایک زمانے میں پردہ اٹھانا تھا- یہ بات بذات خود قرآن کریم کی صداقت کا ایک نشان ہے- یہاں رتقًا (بند مادہ) اور فَتَقْنٰـا (ہم نے اسے کھول کر بکھیر دیا) کے الفاظ میں ساری آیت کے اصل اور مرکزی معنی پوشیدہ ہیں- عربی کی مستند لغات رتقًا کے دو ایسے معنی دیتی ہیں جن کا زیر بحث مضمون سے بڑا گہرا تعلق ہے- ایک معنی اکٹھے ہو کر ایک ہی چیز بن جانے کے ہیں- دوسرے معنی مکمل تاریکی کے ہیں- یہ دونوں معنی ہمارے مضمون پر بڑی جامعیت کے ساتھ اطلاق پاتے ہیں- ان دونوں معانی کو یکجا کر دیا جائے تو یہ بلیک ہول کی Singularity کی بڑی عمدہ وضاحت کر رہے ہیں-

مادے کی بہت بڑی مقدار کا کشش ثقل کے باعث اکٹھا ہو جانا بلیک ہول کی تشکیل کا سبب بنتا ہے- اس کا آغاز بہت بڑے بڑے ستاروں کے سکڑنے سے ہوتا ہے جو سورج سے پندرہ گنا بڑے ہوتے ہیں- اپنی ہی کشش ثقل کے باعث ایک ستارہ سکڑ کر بہت چھوٹا رہ جاتا ہے- نتیجۃً کشش ثقل مجتمع ہو کر اور بھی بڑھ جاتی ہے- چنانچہ ستارہ مزید سکڑ کر ایک دھماکے کے ساتھ سُپر نوا (Supernova) بن جاتا ہے- اس مرحلے پر مادے کے بنیادی ذرات یعنی مالیکیول اور ایٹم وغیرہ پیسے جاتے ہیں اور توانائی مادے کی ایسی شکل اختیار کر لیتی ہے جس کی وضاحت نہیں کی جاسکتی- یوں وہ لمحہ Space-Time میں پیدا ہوتا ہے جو ایونٹ ہورائزن (Event Horizon) کہلاتا ہے- اس میں اندرونی کشش ثقل اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ہر قسم کی شعاعیں اندر ہی قید ہو کر رہ جاتی ہیں یہاں تک کہ روشنی بھی نکل کر باہر نہیں جاسکتی جس کا نتیجہ مکمل تاریکی کی صورت میں نکلتا ہے- اسی وجہ سے ہم اسے بلیک ہول کہتے ہیں- یہاں قرآن کریم کا استعمال کردہ لفظ رتقًا ہمارے ذہن میں آتا ہے جو مکمل تاریکی کی جانب ہی اشارہ کر رہا ہے- اسی کو ہم Singularity کہتے ہیں جو کہ ایونٹ ہورائزن (Event Horizon) سے پرے واقع ہے-

بلیک ہول جب ایک مرتبہ پیدا ہو جاتا ہے تو پھر بڑی تیزی کے ساتھ بڑھتا ہے کیونکہ یہ دور دور کے ستاروں کو بھی اپنی ہر آن بڑھتی ہوئی کشش ثقل سے باعث نگلنا شروع کر دیتا ہے- ایک اندازے کے مطابق بلیک ہول میں موجود مادے کی مقدار ایک سوملین سورج کے مادے جتنی بھی ہوسکتی ہے- جیسے جیسے اس کی کشش کا دائرہ بڑھتا ہے زیادہ سے زیادہ مادہ اس کی جانب کھنچا چلا آتا ہے اور قریباً روشنی کی رفتار سے اس میں گرتا ہے- ۱۹۹۷ء میں سائنس دانوں کو ایک ایسی شہادت ملی ہے جس کے مطابق ہماری کہکشاں میں ایک بلیک ہول موجود ہے جو 2,000,000 سورجوں جتنے مادے پر مشتمل ہے- مگر بعض دیگر اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ ہماری کائنات میں بہت سے بلیک ہول ایسے بھی ہوسکتے ہیں- جن میں سے ہر ایک مادے کی مقدار کے اعتبار سے 3,000,000,000 سورجوں کے برابر ہو- مادے کی اتنی بڑی مقدار اتنی زیادہ کشش ثقل

پیدا کرتی ہے جس کے نتیجہ میں دور دور کے ستاروں کی چال بھی لڑکھڑانے لگتی ہے اور وہ اپنے مداروں سے نکل جاتے ہیں اور بلیک ہول ان سب کو ہڑپ کر جاتا ہے۔ یوں رتقاً کا عمل مکمل ہو جاتا ہے اور وہ Singularity پیدا ہوتی ہے جو کہ رتقاً کے دونوں معنی اپنے اندر رکھتی ہے۔ ایک یہ مکمل طور پر بند ہوتی ہے یعنی کوئی چیز اس میں سے باہر نہیں آ سکتی دوسرے یہ مکمل تاریکی پر مشتمل ہوتی ہے۔ کائنات کی تخلیق کیسے ہوئی تھی؟ اس سوال کا جواب جن دو جدید نظریات کے ذریعے ہمیں ملتا ہے وہ دونوں ہی بگ بینگ کے نظریات ہیں۔ ان دونوں نظریات کے مطابق تخلیق کائنات کا آغاز ایک Singularity سے ہوا تھا جو کہ اچانک دھماکے سے پھٹ گئی اور اس سے وہ مادہ خارج ہوا جو اس کے اندر مقید تھا اور اس طرح ایونٹ ہورائزن (Event Horizon) کے اندر سے ایک نئی کائنات کی تخلیق کا آغاز ہوا۔ ایونٹ ہورائزن سے نمودار ہونے والی روشنی کو وائٹ ہول کہا جاتا ہے۔ کائنات کے پھیلاؤ سے متعلق دو نظریات میں سے ایک کے مطابق جو کائنات اس طرح پیدا ہو گی وہ ہمیشہ اسی طرح پھیلتی چلی جائے گی۔ دوسرا نظریہ یہ کہتا ہے کہ کائنات کا یہ پھیلاؤ کسی وقت اندرونی کشش ثقل کی وجہ سے واپسی کا سفر شروع کرے گا۔ اور بالآخر سارا مادہ پھر ایک جگہ اکٹھا ہو کر شاید بہت بڑا بلیک ہول بن جائے۔ قرآن کریم کی بعض آیات اس دوسرے نظریہ کی تائید کرتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

کائنات کی پہلی مرتبہ تخلیق کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم واضح طور پر فرماتا ہے کہ بالآخر یہ ایک بلیک ہول میں بدل جائے گی۔ پس ایک بلیک ہول سے لے کر دوسرے بلیک ہول تک کا سفر اس کائنات کی مکمل کہانی ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ (۲۱:۱۰۵)

ترجمہ: جس دن ہم آسمان کو لپیٹ دیں گے جیسے دفتر تحریروں کو لپیٹتے ہیں۔

یہ آیت جو واضح پیغام دے رہی ہے وہ یہ ہے کہ کائنات ابدی نہیں ہے۔ اس میں اُس آنے والے وقت کا ذکر ہے جب آسمان ایسے لپیٹ لئے جائیں گے جیسے بہیاں تحریر کو لپیٹ لیتی ہیں۔ بلیک ہول کی تشکیل کے متعلق سائنسدان جو کچھ بتاتے ہیں وہ قرآن کریم کے اس بیان سے بہت گہری مشابہت رکھتا ہے جو اس نے مذکورہ بالا آیت میں بیان کی ہے۔

بلیک ہول میں گرنے والا مادہ (جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے) کشش ثقل کے بہت دباؤ اور برق مقناطیسی (Electomagnetic) قوتوں کی وجہ سے ایک چادر کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ چادر جب بلیک ہول کے مرکزی حصے کے قریب آتی ہے جو کہ خود اپنے ہی گرد گھوم رہا ہے تو ایک ان دیکھی اور انجانی دنیا میں ڈوبنے سے پہلے اس کے گرد لپٹنی شروع ہو جاتی ہے۔

مذکورہ بالا آیت اسی مضمون پر مزید روشنی ڈال رہی ہے۔

کَمَا بَدَ اْنَآ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِیْدُہٗ ط وَعْدًا عَلَیْنَا ط اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیْنَ (۲۱:۱۰۵)

ترجمہ: جس طرح ہم نے پہلی تخلیق کا آغاز کیا تھا اس کا اعادہ کریں گے یہ وعدہ ہم پر فرض ہے۔ یقیناً ہم یہ کر گزرنے والے ہیں۔

قرآن کریم نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ بلیک ہول میں ڈوب کر معدوم ہو جانے کے بعد کائنات کا ایک نیا آغاز بھی ہو گا۔ خدا تعالیٰ کائنات کی از سر نو تخلیق کرے گا جیسے کہ وہ پہلے کر چکا ہے۔ کائنات عدم کی تاریکیوں سے پھر منصۂ شہود پر ابھرے گی اور تخلیق کا سارا عمل ایک بار پھر شروع ہو گا۔

پس کائنات کی صف کا لپیٹ دیا جانا اور تخلیق کے عمل کا پھر آغاز ہونا قرآن کریم کے بیان کے مطابق ایک ہمیشہ جاری رہنے والا سلسلہ دکھائی دیتا ہے کائنات کے آغاز اور انجام کا یہ تصور بلاشبہ ایک غیر معمولی تصور ہے جو اگر آج کے کسی اعلیٰ تعلیم یافتہ انسان کو الہام ہوتا تب بھی ایک حیرت انگیز بات تھی مگر یہ دیکھ کر انسان ششدر رہ جاتا ہے کہ اتنا جدید ترین تصور آج سے چودہ سو سال پہلے صحرائے عرب کے ایک امّی انسان (صلی اللہ علیہ وسلم) کو الہام کیا گیا تھا۔

محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب سابق نائب ناظر اصلاح وارشاد وفات پا گئے

جماعت کے قدیم خادم، مربی، عالم دین، مناظر، مصنف اور سابق نائب ناظر اصلاح وارشاد محترم مولانا سید احمد علی شاہ صاحب مورخہ ۱۰ اگست ۲۰۰۳ء بروز اتوار بعمر ۹۲ سال سرگودھا میں وفات پا گئے۔ اگلے روز بعد نماز عصر بیت المبارک ربوہ میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر مقامی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ بعد ازاں بہشتی مقبرہ کے قطعہ خاص میں تدفین عمل میں آئی۔

محترم شاہ صاحب ۲ دسمبر ۱۹۱۱ء میں گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد صاحب کا نام سید حیات شاہ صاحب تھا۔ ۱۹۲۷ء میں آپ نے مڈل پاس کیا اور مدرسہ احمدیہ میں داخل ہوئے اور رفقاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبتوں سے فیض اٹھایا۔

۱۹۴۲ء میں آپ نے باقاعدہ واقف زندگی مربی کے طور پر خدمت کا آغاز کیا۔ آپ بطور مربی سلسلہ کراچی، فیصل آباد، سرگودھا اور دیگر متعدد مقامات پر متعین رہے۔ بعد ازاں آپ کو قریباً بیس سال نائب ناظر اصلاح وارشاد مقامی اور نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ کے طور پر خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔

آپ علم کلام اور موازنہ مذاہب کے جید عالم تھے۔ جماعتی اخبارات و رسائل میں آپ کے پانچ صد سے زائد مضامین شائع ہوئے۔ تین درجن سے زائد کتب، رسائل طبع ہوئے۔ ساری عمر آپ نے درس تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور آپ کی اولاد کو اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین

☆......☆......☆

ہے ابھی تک ابتلا کا سلسلہ
جاری رکھنا ہے دعا کا سلسلہ

آپ نے دیکھا نہیں پچھلے دنوں
سلسلہ یہ ہے خدا کا سلسلہ

ہے ضروری روز تجدیدِ وفا
جسم سے جیسے غذا کا سلسلہ

اک غنی رخصت ہوا۔ آیا سخی
جاری ہے جود و سخا کا سلسلہ

جب تلک مسند پہ بیٹھا ہے طبیب
بند کیوں ہو گا شِفا کا سلسلہ

قائم و دائم رہے گا دوستو
اہل دل اہل وفا کا سلسلہ

فضل ربی سے ہے پھر جاری ہوا
حَبس میں ٹھنڈی ہوا کا سلسلہ

عبدالکریم قدسی

آنکھیں۔عطیہ قدرت

مرسلہ: مکرم ڈاکٹر عبدالرحیم صاحب آئی سپیشلسٹ ڈرگ کالونی کراچی

آنکھیں قدرت کا بہترین عطیہ ہیں۔آنکھوں کی بیماریاں صرف بڑی عمر کے لوگوں کو نہیں بلکہ چھوٹی عمر کے بچے بھی ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔اور ان کے علاج میں ذراسی کوتاہی اندھے پن کا باعث بن سکتی ہے لہذا آنکھوں کی حفاظت اور انہیں چھوٹی چھوٹی تکالیف سے بھی بچانا نہایت ضروری ہے۔

چند احتیاطیں: (۱) دھندلی اور مدھم روشنی میں پڑھنے سے احتراز کریں۔

(۲) پڑھتے وقت یہ خیال رکھیں کہ آپ کی آنکھ اور کتاب کا درمیانی فاصلہ کم از کم چودہ انچ ہو۔کتاب کے بہت زیادہ قریب ہونے یا گردن جھکا کر پڑھنے سے آنکھوں اور گردن کے پٹھوں پر بوجھ پڑتا ہے۔جو کسی مستقل روگ یا تکلیف کا پیش خیمہ بھی ثابت ہو سکتا ہے۔

(۳) جب آپ پڑھنے بیٹھیں تو روشنی کا مناسب انتظام ہونا چاہئے۔اور روشنی اوپر سے یا پھر بائیں طرف سے کتاب پر پڑے۔یہ خیال رہے کہ روشنی آنکھوں میں ہرگز نہ پڑے۔

(۴) تیز اور چندھیا دینے والی روشنی میں بھی نہ پڑھیں جو کتاب کے صفحے سے منعکس ہو کر آنکھوں پر اثر کرے۔

(۵) پڑھائی کے دوران تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد چند سیکنڈ کے لئے آنکھیں بند کر لیں۔ ان کے اوپر ہاتھ رکھ لیں۔اور تھوڑی دیر کے لئے ذہن اور جسم کو آزاد چھوڑ دیں۔اس عمل سے آنکھوں کو آرام ملتا ہے۔اور تھکان دور ہوتی ہے۔استعداد کار میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۶) پڑھائی کے دوران آنکھوں کو آرام دینے کا ایک دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ کتاب کا ایک صفحہ مکمل کرنے کے بعد اس پر سے نظریں ہٹالیں۔اور کمرے میں دور پڑی ہوئی کسی چیز مثلاً گلدستہ، گملہ، ٹیبل لیمپ وغیرہ کی طرف دیکھیں، پہلے چند سیکنڈوں میں وہ چیز ذرا دھندلی نظر آئے گی پھر واضح ہو جائے گی۔جونہی وہ چیز واضح نظر آنے لگے دوبارہ پڑھائی شروع کر دیں۔

(۷) چلتی یا ہلتی ہوئی کسی بھی سواری مثلاً بس، کار، ریل گاڑی یا جھولنے والی چیز میں بھی بیٹھ کر نہیں پڑھنا چاہئے۔کیونکہ گاڑی کی تھرتھراہٹ بھی نگاہ پر اثر انداز ہوتی ہے۔

(۸) صفائی نصف ایمان ہے۔جسمانی اور روحانی صفائی کی طرف بھرپور توجہ دیں۔دن میں دو تین بار بالخصوص رات کو

سونے سے پہلے آنکھوں کو تازہ پانی سے دھونا اپنی عادت میں شامل کر لیجئے۔ اس سے آنکھیں دھل کر صاف ہو جاتی ہیں۔ ان کی تھکن دور ہو جاتی ہے اور آنکھیں بہت سی بیماریوں سے بچی رہتی ہیں۔

(۹) منہ صاف کرنے کے لئے کسی دوسرے کا تولیہ یا رومال ہرگز استعمال نہ کریں۔ گندے ہاتھوں سے آنکھوں کو ملنے سے پرہیز کریں۔ کیونکہ گندگی بہت سی بیماریوں کا موجب بنتی ہے۔

(۱۰) یاد رکھئے! کہ مکھیاں اپنے ساتھ گندگی اور جراثیم لاتی ہیں مکھیاں عموماً گندگی پر پلتی ہیں لہذا اپنے گھر اور اپنے محلے کو صاف ستھرا رکھئے۔

(۱۱) کسی مستند ڈاکٹر کے مشورے کے بغیر اپنی آنکھوں میں کوئی دوائی نہ ڈالیں۔

(۱۲) اگر آپ محسوس کریں کہ آپ کی بینائی تیزی سے کم ہو رہی ہے تو فوراً اپنے ماہر امراضِ چشم سے مشورہ کریں۔

(۱۳) کثرت سے سر درد کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ کو عینک کی ضرورت ہے لہذا اگر محسوس کریں کہ تھوڑی دیر پڑھنے کے بعد آپ کا سر دکھنے لگتا ہے تو فوراً اپنی نظر چیک کرائیں۔

(۱۴) اگر آپ کو دور کی اشیاء واضح نظر نہیں آتیں یا انہیں دیکھنے کے لئے نظر کو بہت سکیڑنا پڑتا ہے۔ یا اگر آپ کو بلیک بورڈ پر لکھے حروف کو پڑھنے کے لئے بہت زیادہ قریب جانا پڑتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ آپ کو عینک کی ضرورت ہے۔

(۱۵) کسی ماہرِ امراضِ چشم سے معائنہ کرائے بغیر عینک کبھی نہ لگائیں چشمے کا غلط نمبر آپ کے لئے فائدہ کے بجائے نقصان کا موجب بھی ہو سکتا ہے۔

(۱۶) صبح کی سیر اپنے معمول میں شامل کریں۔ دورانِ سیر ہری بھری گھاس سرسبز پودوں کی طرف زیادہ سے زیادہ دیکھیں۔ سبزہ آنکھوں میں تازگی کا احساس پیدا کرتا ہے۔

(۱۷) اگر آنکھوں میں گرد مچھر یا کوئی چیز پڑ جائے تو آنکھوں کو ہرگز نہ ملیں اس کے بجائے اپنی آنکھوں کو تازہ پانی سے دھوئیں اگر اس کے باوجود بھی آنکھیں صاف نہ ہوں تو فوراً ڈاکٹر سے رجوع کریں۔

(۱۸) اپنی خوراک کا خیال رکھیں۔ بازاری اور گندی چیزوں سے بچیں۔ خوراک میں کسی بھی ضروری جزو کی کمی آپ کی آنکھوں کی نشوونما اور صحت پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔ مناسب اور متوازن غذا آپ کے لئے اور آپ کی آنکھوں کے لئے بہت ضروری ہے۔

(۱۹) تیز دھوپ میں گہرے رنگ کی عینک کا استعمال آنکھوں کو دھوپ کے مضر اثرات سے محفوظ رکھتا ہے۔

(۲۰) انسانی آنکھ کسی بھی روشن شئے پر مرکوز ہونے کی زیادہ صلاحیت رکھتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ کسی بھی تیز چمکتی شئے مثلاً سورج، ویلڈنگ سپارک لیزر شعاعوں پر براہِ راست نظر نہ جمائیں ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں یہ تیز روشنی

پردہ بصارت کو نقصان نہ پہنچاوے۔

چند بیماریاں: ۱-سفید موتیا ۲-کالا موتیا Dibetic Ratino-۳

دنیا میں ۱۶ ملین افراد موتیا بند کی وجہ سے اندھے ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ۲۰ فیصد لوگ شمسی شعاعوں کی وجہ سے اندھے ہوئے ہیں۔ شمسی شعاعوں کی وجہ سے جلد کے سرطان کی شرح میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔

احتیاطی تدابیر: جب تک احتیاطی تدابیر نہ کی جائیں صحت پر اخراجات بڑھتے رہیں گے۔ امریکہ میں ہر سال سفید موتیا کے ساڑھے تیرہ لاکھ آپریشن پر ساڑھے تین ارب ڈالر خرچ ہو رہے ہیں۔ حال ہی میں انڈیا نے ورلڈ بینک سے بارہ کروڑ ڈالر کا قرض لیا ہے تاکہ وہ سفید موتیا کے تمام کیسوں کی سرجری کا کام مکمل کر سکے۔ پاکستان میں نسبتاً اس فیلڈ میں کم خرچ کیا جاتا ہے۔

(۱) ہر قسم کے روشن پردے، اور سورج کی روشنی سے بدن، آنکھوں اور کپڑوں کو بچایا جائے۔ جب سورج کی روشنی تیز ہو تو زیادہ دیر دھوپ میں نہ رہا جائے۔

(۲) گھاس، مٹی اور پانی سے روشنی کم منعکس ہوتی ہے۔ جبکہ تازہ برف سے ۸۰ فیصد اور سفید ریت سے ۲۵ فیصد زیادہ منعکس ہوتی ہے۔ لہٰذا برف کے علاقے میں اور ریت کے ٹیلوں یا ساحل پر روشنی کے انعکاس سے اپنی آنکھوں کو بچائیں۔

مخیّر حضرات کے لئے خدمت کا سنہری موقعہ

فضل عمر ہسپتال میں ہر سال ہزاروں دکھی مریض علاج کی فری سہولت سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب اس سہولت کے مہیا کرنے میں کافی دشواریوں کا سامنا ہو رہا ہے۔ جس کی بڑی وجوہات یہ ہیں۔

☆ ملک میں مہنگائی ☆ ادویات کی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ☆ مستحق مریضوں کی تعداد میں اضافہ

مخیّر حضرات سے دردمندانہ درخواست ہے کہ وہ فوری طور پر اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنے صدقات عطیات مد امداد نادار مریضان میں بھجوا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ)

چائے کا استعمال اور اس کے فوائد

از: مکرم عبدالشکور صاحب گلشن راوی لاہور

تاریخ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ چائے کا استعمال سب سے پہلے چین میں شروع ہوا اور مغربی ممالک میں تقریباً ۴۰۰۰ سال بعد شروع ہوا اور اس کے بعد برِصغیر میں اسے متعارف کروایا گیا- جب سے چائے کا استعمال شروع ہوا ہے اس کے فوائد اور نقصانوں کا جائزہ بھی لیا جاتا رہا ہے جب کہ موجودہ دور میں اس پر بہت تحقیق ہوئی ہے-

ماہرین طب وصحت کا خیال ہے کہ چائے مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ رکھنے میں دفاع کی بہت صلاحیت رکھتی ہے- Dr. Weisburger Ph.D. کا خیال اس بارہ میں بہت مضبوط ہے- موصوف نے چائے کے بارے میں دو بین الاقوامی Symposiums کی صدارت بھی کی ہے- بہت سے لوگ ان سے متفق نہیں ہیں- ان کے خیال میں پھل اور سبزیاں اس سلسلہ میں زیادہ کارآمد ہیں-

عمومی فائدے: تجربات سے یہ بات مشاہدے میں آئی ہے کہ چائے کینسر اور دل کی بیماریوں کے خلاف دفاع کرنے میں مددگار ثابت ہوئی ہے- کافی پسند یا استعمال کرنے والوں کو اس تحقیق پر غور کرنا چاہیے- تحقیق کرنے والوں کا مشورہ ہے کہ چائے کا استعمال دودھ یا دودھ کے بغیر ان عورتوں کی ہڈی کی مضبوطی میں مددگار رہتا ہے جو اپنے حیض کی عمر سے تجاوز کر چکی ہیں- جو عورتیں دن میں کم از کم ایک پیالی چائے کا استعمال باقاعدگی سے کرتی ہیں ان کی ہڈی کی کثافت یعنی Bone Density میں خاطر خواہ اضافہ ہوتا ہے- خاص طور پر ان کی ریڑھ کی ہڈیوں میں-

(دیکھیں American Journal of Clinical Nutrition شمارہ اپریل ۲۰۰۲ء)

کینسر کی روک تھام اور چائے: اس تحقیق میں ابھی یہ معلوم کرنا باقی ہے کہ ہڈیوں پر چائے کس طرح اثر انداز ہوتی ہے- لیکن ایک خیال ہے کہ اس میں Antioxidants کا خاص کردار ہے- چائے میں جو Antioxidants پائے جاتے ہیں وہ Polyphenols ہیں جو کہ 'Vitamin 'C سے ۱۰۰ گنا زیادہ اور 'Vitamin 'E کے مقابلہ پر ۲۵ گنا زیادہ اثر انگیز ہیں- Weisburger کا خیال ہے کہ یہ Antioxidants جسم میں قدرتی عمل کے ذریعہ پیدا ہونے والے ضرر رساں ضمنی مصنوعات یعنی By-Products کو بے اثر کر دیتے ہے- Polyphenols کی یہی خصوصیت کینسر اور دل کے امراض سے محفوظ رکھنے میں سب سے زیادہ موثر ہے-

امریکی جریدہ برائے وبائی امراض American Journal of Epidemiology نے اپنے جریدہ کے جولائی ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں ایسی ۳۵،۰۰۰ عورتوں پر تحقیق کا تجزیہ پیش کیا ہے جو دن میں کم از کم ۲ پیالی بغیر دودھ والی

چائے استعمال کرتی تھیں۔ اس تجزیہ میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسی عورتیں جو کم از کم ۲ پیالی چائے بغیر دودھ کے استعمال کرتی رہی ہیں ان میں سے ۴۰ فیصد کو پیشاب کے راستے کا کینسر اور ۶۸ فیصد کو نظام ہاضمہ کے کینسر کا کم احتمال ہے۔ بعض دوسری تحقیقات سے پتہ چلا ہے کہ پیٹ، مثانہ، چھوٹی آنت اور پراسٹیٹ کے کینسر کو روکنے میں بھی چائے مددگار ثابت ہوئی ہے۔

اگر چائے واقعہ میں کینسر کے خطرہ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے تو اس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہو سکتی ہیں:

(۱) Polyphenols فری ریڈیکلز (Free Radicals) کو ابتدا ہی میں DNA کو نقصان پہنچانے سے روک دیتا ہے۔

(۲) Polyphenols ایسے خلئے جو بلاوجہ پیدا ہو جاتے ہیں ان کی پیدائش میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔

(۳) اور بعض Polyphenols درحقیقت کینسر کے خلئے کو اچھے خلیات کو نقصان پہنچانے سے قبل ہی تباہ کر دیتے ہیں۔

جاپان میں سائنسدانوں نے کینسر کے علاج کے لئے استعمال ہونے والی دواؤں کے ساتھ Polyphenols کا استعمال بڑی کامیابی سے کیا ہے۔ اس طرح ان کے خیال میں دوائیوں کا اثر ۲۰ فیصد تک بڑھ جاتا ہے۔

(تفصیل کے لئے دیکھیں Japanese Journal of Cancer Research مارچ ۱۹۹۸ء کا شمارہ)

دل کی بیماریوں کی روک تھام میں چائے کا اثر: چند اور سائنسدانوں نے ایسی عورتیں جن کی عمر ۵۵ سال یا اس سے زیادہ تھی اور وہ کم از کم ایک پیالی چائے روزانہ باقاعدگی سے استعمال کرتی تھیں پر مشاہدات سے یہ بات معلوم کی ہے کہ ان عورتوں میں سے ۵۴ فیصد کو شریانوں کو سخت ہو جانے یعنی Atherosclerosis کا کم خطرہ ہوتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ کریں Archieves of Internal Medicine شمارہ ۱۱/ اکتوبر ۱۹۹۹ء) سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اس کی وجہ غالباً چائے میں پائے جانے والے Antioxidants خراب کلسٹرول (LDL, Low Density Lipoprotein) پر اثرانداز ہو کر شریانوں میں سختی ہٹا کر انہیں سخت ہونے کے عمل میں رکاوٹ پیدا کرتی ہیں۔

ابھی اس سلسلہ میں بہت کام ہونا باقی ہے۔ جب تک اور تحقیق نہیں ہو جاتی ڈاکٹروں کا یہی مشورہ ہے کہ خوراک میں توازن کا اصول برقرار رکھیں۔ اپنی خوراک میں کم چربی، زیادہ ریشہ دار اور ایسی اشیاء جس میں Antioxidant زیادہ ہوں استعمال میں لائیں۔ تاہم سبز چائے اور دودھ والی چائے کا استعمال بھی ضرور کریں۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰهَ، وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ۔

(مسلم کتاب الامارة باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی۔ اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی۔ جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی جو امیر کا نافرمان ہے وہ میرا نافرمان ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اِسْمَعُوْا وَاَطِیْعُوْا وَ اِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَیْكُمْ عَبْدٌ حَبْشِیٌّ كَاَنَّ رَأْسَهٗ زَبِیْبَةٌ۔

(بخاری کتاب الاحکام باب اسمع والطاعة

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو اور اطاعت کو اپنا شعار بناؤ خواہ ایک حبشی غلام کو ہی کیوں نہ تمہارا افسر مقرر کر دیا جائے یعنی جو بھی افسر ہو اس کی اطاعت کرو۔

افغانستان میں کتبات کی دریافت

تاریخی، مذہبی اور ثقافتی ورثہ

مرسلہ: مکرم مرزا نصیر احمد صاحب

(قسط دوئم)

زیرنظر مواد کا ایک مجموعی ملاحظہ زبان کے مسئلہ کو بھی حل کر دیتا ہے جبکہ کتبہ کابل کے سلسلہ میں پہلے بھی اس بات کا ذکر کیا جا چکا ہے کہ بلاشبہ جو زبان استعمال کی گئی ہے۔ وہ Judeo - Persian یعنی ''یہودو پہلوی'' ہے۔ نولی کے نزدیک D. Sommer کو جو غلطی لگی ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے اس کے کتبہ میں متعدد عبرانی الفاظ اور اصطلاحات موجود تھیں۔ اس کا تیسرا حصہ جیسا کہ اوپر واضح کیا گیا ہے۔ تمام کا تمام عبرانی زبان میں ہے کیونکہ اس میں بائبل کی ایک آیت کا حوالہ دیا گیا ہے۔ جس کا تعارف ان عبرانی الفاظ میں کرایا گیا ہے۔

TH' MS'W THT `S HYYM QR' DKTYW

ترجمہ: اس کا بچھونا زندگی کے درخت تلے ہو جیسا کہ لکھا ہوا ہے کہ ''اور پھر اس کے بعد وہ آیت مندرج ہے جو یسعیاہ ۲/۵۷ میں ہے'' (وہ (صادق) سلامتی میں داخل ہوتا ہے ہر ایک راست رو اپنے بستر پر آرام پائے گا) تاہم نولی کے نزدیک اس کتبہ کے پہلے دو حصے لازمی طور پر اور واضح طور پر یہودو پہلوی زبان میں ہیں جیسا کہ Sterm کی تصحیحات سے واضح ہے۔ نولی کا خیال ہے کہ یہ کتبات غور کے علاقہ میں ایک عبرانی آبادی کی موجودگی پر دلالت کر رہے ہیں۔ جو معین طور پر شنبنی خاندان کے عروج و زوال کے دور میں موجود تھیں۔ اور جس کی بنیاد منہاج الدین جوزبانی (۱۲۶۰) کے بیان کے مطابق ایک بااثر اور بارسوخ یہودی تاجر کے ذریعہ ہوا۔ پس اس دریافت کی اصل جگہ اور اس کے اردگرد کا علاقے کا باقاعدہ اور منظم مطالعہ از حد دلچسپی کا باعث ہوگا۔ خاص طور پر اس بات کے پیش نظر کہ مینار جام کا علاقہ

کتبات میں جو زبان استعمال کی گئی ہے۔ اس کا ایک باقاعدہ مطالعہ بھی بہت اہمیت رکھتا ہے جو لازماً اس امر پر روشنی ڈالے گا کہ ایک ایسی قوم جو عبرانی روایات کی حامل تھی اور جس کی شریعت بھی عبرانی زبان میں ہی ضبط تحریر میں لائی گئی اس کے بعض افراد نے اپنی قوم کے بعض افراد کی وفات پر اس کی قبر کا کتبہ فارسی زبان میں کیوں کندہ کیا۔ ظاہر ہے کہ زبان کی تبدیلی ایک آسان اور مختصر سا مرحلہ نہیں ہوا کرتا بلکہ کسی قوم کی زبان بدلنے میں بہت عرصہ درکار رہتا ہے۔ اس لئے یہ امر ظاہر و باہر ہے کہ یہودی اس علاقہ میں جہاں فارسی بولی جاتی تھی بہت عرصہ قبل سے موجود چلے آ رہے تھے اور فارسی زبان ان کی روزمرہ کی زندگی میں بڑے گہرے طور پر راسخ ہو چکی تھی۔

ایک اور بات بھی بہت ہی قابل توجہ ہے اور وہ یہ کہ تمام کے تمام کتبات غیر تراشیدہ ہیں جیسا کہ نولی اور راپ نے بیان کیا ہے کہ Rapp نے اس امر کو محسوس کیا ہے اور اس کا خیال ہے کہ پتھروں کا غیر تراشیدہ ہونا ممکن ہے کہ توراۃ کے اس حکم کی بناء پر ہو جس میں کہا گیا تھا۔ ''اور وہیں تو خداوند اپنے خدا کے لئے بے تراشے پتھروں کا ایک مذبح بنانا اور اس پر خداوند خدا کے لئے سوختنی قربانیاں گذارنا'' (استثناء ۶/۲۷)

مگر اس کے ساتھ کتبہ کابل (جو ۱۳۶۵ کا ہے) جو ایک تراشیدہ سنگ مرمر کی خوبصورت تختی ہے اور جو شاندار مہارت کا نمونہ ہے کو دیکھ کر حیرانگی بھی ہوتی ہے کہ اتنی جلدی (صرف ۲۰۰ سال کے فرق سے) یہ تغیر کیونکر رونما ہو گیا جس میں یہودیوں نے پتھروں کو تراشنا شروع کر دیا۔

Rapp نے اپنی تصنیف میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ جرمنی میں دریائے Rhine کے کنارے پر آباد تین شہروں Maius, Worms, Sheyere (جن کو مخفف کے طور پر متنوم کہا جاتا ہے) میں ۵۴ یہودی کتبات ملے ہیں جن میں سے ۲۴ مردوں کے ہیں اور ۳۰ عورتوں کے ہیں لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ جام کے علاقے سے ملنے والے ۲۰ کے قریب کتبات میں سے ایک کتبہ بھی کسی یہودی عورت کا دستیاب نہیں ہوا۔ اس پر مزید روشنی خود Rapp نے بھی نہیں ڈالی۔ ہوسکتا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہو کہ افغانستان کے یہودی اپنی عورتوں کی قبروں پر کتبہ لگانا پسند نہ کرتے ہوں یا یہ بھی ممکن ہے کہ عورتوں کا قبرستان مردوں کے قبرستان سے الگ ہو بہر حال فی الحال ہمارے پاس کوئی ریکارڈ موجود نہیں جس کی روشنی میں یہ مسئلہ حل کیا جا سکے۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ کتبات ۱۱۱۵ء سے لے کر ۱۲۱۵ء تک کے زمانہ پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ۱۲۱۵ء کے بعد کا کوئی کتبہ نہ ملنے کی وجہ پر W.J. Wichel نے روشنی ڈالی ہے۔ اس کا خیال ہے ۱۲۲۲ء میں جب مغلوں کے حملوں کے آگے یہ سلطنت فیروزکوہ تباہ ہو گئی۔ تو اس کے ساتھ ہی یہودیوں کی یہ آبادی بھی نابود ہو گئی ہو گی۔

یہاں اگر جام کی جائے وقوع جغرافیائی نقطہ نگاہ سے درج کی جائے تو نامناسب نہ ہو گا۔

''قاموس جغرافیائی افغانستان'' (یکے از مطبوعات آریان المعارف کابل افغانستان مطبوعہ اپریل ۱۹۶۳ء) کے مطابق جام ایک پہاڑ کا بھی نام ہے اور اسی طرح ایک گاؤں بھی ہے۔ اس کا محل وقوع......

64 11' and ca 24" eastren longtitude (طول بلد)

33 6' and ca 24"

ہے اور اس کی زیادہ سے زیادہ بلندی ۱۳۵۷۸ فٹ ہے۔

جام گاؤں کا محل وقوع

64 7' and ca 42" E.L. (طول بلد)

33 7' and ca 42" E.L.

تنگ آزاو جہاں سے تین کتبات ایک چٹان پر کندہ ملے ہیں۔ اس کا محل وقوع Rapp نے درج کیا ہے جو

World Map1:1.000000 (Asia) M 41 (1944)

۱۹۵۴ء reprinted کے مطابق یوں دیا گیا ہے۔

64 10' and ca 30" E.L.

34 08 and ca 20" N.L.

i. e. ca 25 K.M. South of jam

گویا جام تنگ آزاو سے ۲۵ کلومیٹر جانب شمال واقع ہے (مزید وضاحت کے لئے نقشہ دیکھیں)

اطلاعات واعلانات

-- مکرم پروفیسر محمد ثناء اللہ صاحب ناظم مجالس انصار اللہ ضلع شیخوپورہ اطلاع دیتے ہیں کہ مکرم سید حمید احمد شاہ صاحب زعیم اعلیٰ انصار اللہ شیخوپورہ شہر کی اہلیہ پروفیسر قانتہ فردوس صاحبہ ۲۰ جولائی ۲۰۰۳ء کو حرکت قلب بند ہو جانے سے اچانک وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون ○ آپ ایک ہر دلعزیز نیک خاتون تھیں۔ شیخوپورہ شہر میں بطور صدر لجنہ اماء اللہ اور سیکرٹری مال کے طور پر بھی آپ کو خدمت کا موقعہ ملا۔ حضرت قاضی محمد ظہور الدین اکمل صاحب کی پوتی تھیں۔ مکرم سید عبد اللہ شاہ صاحب (جو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے خالہ زاد بھائی ہیں) کی بہو تھیں۔

-- مکرم چوہدری منظور احمد صاحب سابق امیر جماعت جڑانوالہ ضلع شیخوپورہ مورخہ ۶/اگست ۲۰۰۳ء کو وفات پا گئے۔ مرحوم اوائل عمر سے ہی نظام وصیت میں شامل تھے۔ آپ نے تین بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ بڑے بیٹے مکرم منظور احمد صاحب زعیم انصار اللہ جڑانوالہ ہیں۔ احباب سے ان مرحومین کی مغفرت و بلندی درجات نیز پسماندگان کو صبر جمیل عطا ہونے کے لئے درخواست دُعا ہے۔

-- مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب کارکن دفتر انصار اللہ پاکستان تحریر فرماتے ہیں کہ اُن کے بیٹے مکرم محمد بشیر صاحب کی شادی ہمراہ عزیزہ فوزیہ طاہر بنت مکرم بشیر احمد طاہر صاحب آف سوئٹزرلینڈ کے ساتھ مورخہ ۱۸/جولائی ۲۰۰۳ء کو فیصل آباد میں منعقد ہوئی۔ نکاح کا اعلان محترم شیخ مظفر احمد ظفر صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ فیصل آباد نے کیا۔ اگلے روز مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ کے لان میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں کثیر تعداد میں احباب و خواتین نے شرکت فرمائی۔ احباب سے درخواست ہے کہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے بابرکت بنائے۔ (آمین)

اہل وفا ہو جاؤ

انتخاب از کلام سیدنا حضرت مصلح موعود (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو)

عہد شکنی نہ کرو اہل وفا ہو جاؤ
اہل شیطان نہ بنو اہل خدا ہو جاؤ

گرتے پڑتے درِ مولیٰ پہ رسا ہو جاؤ
اور پروانے کی مانند فدا ہو جاؤ

حق کے پیاسوں کے لئے آب بقا ہو جاؤ
خشک کھیتوں کے لئے کالی گھٹا ہو جاؤ

بادشاہی کی تمنا نہ کرو ہرگز تم
کوچہ یار یگانہ کے گدا ہو جاؤ

قطب کا کام دو تم ظلمت و تاریکی میں
بھولے بھٹکوں کے لئے راہ نما ہو جاؤ

راہِ مولیٰ میں جو مرتے ہیں وہی جیتے ہیں
موت کے آنے سے پہلے ہی فنا ہو جاؤ

ANSARULLAH
Ph: 04524-212982
EDITOR: NASRULLAH KHAN NASIR
Regd. # : CPL-34/CR02

”جب میں اس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت اُمید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے۔ اُس خدا کا صریح منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبداللطیف کی روح رکھتے ہوں اور اُن کی روحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں“

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۷۵)

عربی منظوم کلام

وَكَمْ مِّنْ عِبَادٍ اٰثَرُوْنِیْ بِصِدْقِهِمْ عَلَى النَّفْسِ حَتّٰى خُوِّفُوْا ثُمَّ دُمِّرُوْا

بہت سے بندے ایسے ہیں جنہوں نے اپنی جان پر مجھ کو اختیار کر لیا یہاں تک کہ ڈرائے گئے پھر قتل کئے گئے

وَمِنْ حِزْبِنَا عَبْدُاللَّطِیْفِ فَاِنَّهٗ اَرٰی نُوْرَ صِدْقٍ مِنْهُ خَلْقٌ تَهَكَّرُوْا

اور ہمارے گروہ میں سے مولوی عبداللطیف ہیں کیونکہ اس نے اپنے صدق کا نور ایسا دکھلایا کہ اس کے صدق سے لوگ حیران ہو گئے

جَزَی اللّٰهُ عَنَّا دَائِمًا ذٰلِكَ الْفَتٰی قَضٰی نَحْبَهٗ لِلّٰهِ فَاذْكُرْ وَفَكِّرِ

خدا ہم سے اس جوان کو بدلہ دے وہ اپنی جان خدا کی راہ میں دے چکا۔ پس سوچ اور فکر کر

عِبَادٌ یَكُوْنُ كَمُبْشِرَاتٍ وُجُوْدُهُمْ اِذَامَا اَتَوْا فَالْغَیْثُ یَاْتِیْ وَیَمْطُرُ

یہ وہ بندے ہیں کہ مون سون ہوا کی طرح ان کا وجود ہوتا ہے جب آتے ہیں پس ساتھ ہی بارش رحمت کی آتی ہے

اَتَعْلَمُ اَبْدَالًا سِوَاهُمْ فَاِنَّهُمْ رُمُوْا بِالْحِجَارَةِ فَاسْتَقَامُوْا وَاَجْمَرُوْا

کیا تو ان کے سوا کوئی اور لوگ ابدال جانتا ہے کیونکہ وہ وہ لوگ ہیں جن پر پتھر چلائے گئے پس انہوں نے استقامت اختیار کی اور اُن کی جمعیت باطنی بحال رہی

تَجَلّٰی عَلَیْهِمْ رَبُّهُمْ رَبُّ مَابَدَا فَفَرُّوْا اِلَى النُّوْرِ الْقَدِیْمِ وَاَبْدَرُوْا

ان پر ان کا خدا متجلی ہوا جو تمام مخلوقات کا خدا ہے پس وہ نورِ قدیم کی طرف جلدی سے بھاگے

تَرٰهُمْ تَفِیْضُ دُمُوْعُهُمْ مِنْ صَبَابَةٍ وَفِی الْقَلْبِ نِیْرَانٌ وَّرَأْسٌ مُغَبَّرُ

تو دیکھے گا ان کو، ان کے آنسو جاری ہیں غلبۂ محبت الٰہی سے اور دل میں طرح طرح کی آگ ہے اور سر پر غبار ہے

اَنَارَتْ بِنُوْرِ الْاِتِّقَاءِ وُجُوْهُهُمْ فَتَعْرِفُهُمْ عَیْنَاكَ لَوْلَا التَّكَدُّرُ

تقویٰ کے نور کے ساتھ ان کے منہ روشن ہو گئے پس تیری آنکھیں ان کو پہچان لیں گی اگر کدورت لاحق حال نہ ہو۔

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحہ ۳۲۹-۳۳۱)

فارسی منظوم کلام

آں جوانمرد و حبیبِ کردگار جوہر خود کرد آخر آشکار

اس جوانمرد اور خدا کے پیارے نے آخر کار اپنا جوہر ظاہر کر دیا

نقدِ جاں از بہر جاناں باختہ دل ازیں فانی سرا پرداختہ

معشوق کے لئے نقد جان لٹا دیا اور اس فانی گھر سے دل کو خالی کر لیا

پُر خطر ہست ایں بیابانِ حیات صد ہزاراں اژدہائش در جہات

یہ زندگی کا میدان نہایت پُر خطر ہے۔ ہر طرف لاکھوں اژدھے موجود ہیں

صد ہزاراں آتشے تا آسماں صد ہزاراں سیلِ خونخوار و دماں

لاکھوں شعلے آسمان تک بلند ہیں اور لاکھوں خونخوار سیلاب آ رہے ہیں

صد ہزاراں فرسخے در کوئے یار دشت پُر خار و بلائش صد ہزار

کوچۂ یار تک لاکھوں کوس کا فاصلہ ہے کانٹوں کے جنگل ہیں اور ان میں لاکھوں بلائیں موجود ہیں

بنگر ایں شوخی ازاں شیخِ عجم ایں بیاباں کرد طے از یک قدم

اس شیخ عجم کی یہ شوخی دیکھ۔ کہ اُس نے اس بیابان کو ایک ہی قدم سے طے کر لیا

ایں چنیں باید خدا را بندۂ سر پئے دلدارِ خود افگندۂ!

خدا کا بندہ ایسا ہی ہونا چاہیئے جو دلبر کی خاطر اپنا سر دے چکا ہو

زیرِ ایں موت است پنہاں صد حیات زندگی خواہی بخور جامِ ممات

اس موت کے نیچے سینکڑوں زندگیاں پوشیدہ ہیں اگر تو زندگی چاہتا ہے تو موت کا پیالہ پی

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ ۵۸ مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

امدادِ الٰہی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-

''ہر ایک انسان جو اپنی کمزوریوں پر نگاہ کرتا ہے اور اپنے قصوروں کو دیکھتا ہے وہ کسی کام پر آزادی اور خوش بینی سے ہاتھ نہیں ڈالتا بلکہ سچی عبودیت اس کو یہ سمجھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کہ جو متصرف مطلق ہے اُس سے مدد طلب کرنی چاہئے۔ یہ سچی عبودیت کا جوہر ایک ایسے دل میں پایا جاتا ہے کہ جو اپنی فطرتی سادگی پر قائم ہے اور اپنی کمزوری پر اطلاع رکھتا ہے۔ پس صادق آدمی جس کے رُوح میں کسی قسم کے غرور اور عُجب نے جگہ نہیں پکڑی اور جو اپنے کمزور اور ہیچ اور بے حقیقت وجود پر خوب واقف ہے اور اپنے تئیں کسی کام کے انجام دینے کے لائق نہیں پاتا اور اپنے نفس میں کچھ قوت اور طاقت نہیں دیکھتا جب کسی کام کو شروع کرتا ہے تو بلاتصنع اُس کی کمزور روح آسمانی قوت کی خواستگار رہتی ہے اور ہر وقت اس کو خدا کی مقتدر ہستی اپنے سارے کمال وجلال کے ساتھ نظر آتی ہے اور اس کی رحمانیت اور رحیمیت ہر ایک کام کے انجام کے لئے مدار دکھلائی دیتی ہے پس وہ بلا ساختہ اپنا ناقص اور ناکارہ زور ظاہر کرنے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم کی دُعا سے امدادِ الٰہی چاہتا ہے پس اس انکسار اور فروتنی کی وجہ سے اس لائق ہو جاتا ہے کہ خدا کی قوت سے قوت اور طاقت سے طاقت اور خدا کے علم سے علم پاوے اور اپنی مرادات میں کامیابی حاصل کرے۔ اس بات کے ثبوت کے واسطے کسی منطق یا فلسفہ کے دلائل پر از تکلف درکار نہیں ہیں۔ بلکہ ہر ایک انسان کے روح میں اس کے سمجھنے کی استعداد موجود ہے اور عارفِ صادق کے اپنے ذاتی تجارب اس کی صحت پر بتواتر شہادت دیتے ہیں۔ بندہ کا خدا سے امداد چاہنا کوئی اایسا امر نہیں ہے جو صرف بے ہودہ اور بناوٹ ہو یا جو صرف بے اصل خیالات پر مبنی ہو اور کوئی معقول نتیجہ اس پر مترتب نہ ہو بلکہ خداوند کریم کہ جو فی الحقیقت قیوم عالم ہے اور جس کے سہارے پر سچ مچ اس عالم کی کشتی چل رہی ہے اس کی عادت قدیمہ کے رو سے یہ صداقت قدیم سے چلی آتی ہے کہ جو لوگ اپنے تئیں حقیر اور ذلیل سمجھ کر اپنے کاموں میں اُس کا سہارا طلب کرتے ہیں اور اس کے نام سے اپنے کاموں کو شروع کرتے ہیں تو وہ اُن کو اپنا سہارا دیتا ہے۔''

(براہین احمدیہ صفحہ ۴۲۳-۴۲۴ حاشیہ نمبر ۱۱)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

ایک ضروری ھدایت

لنڈن سے مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جانب سے مکرم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کے نام ایک خط میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک ضروری ہدایت موصول ہوئی ہے جو احباب کی اطلاع کے لئے شائع کی جارہی ہے۔

''سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ بعض احمدی احباب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی ''محمد'' کو انگریزی میں مخفف کر کے MOHD لکھتے ہیں۔ یا اس کے سپیلنگ غلط لکھتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ہے یہ غیر مناسب ہے۔ پورا نام "MOHAMMAD" لکھنا چاہیئے۔ مہربانی فرما کر تمام احباب کو اس ہدایت پر عمل کرنے کی تاکید فرمادیں۔''

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے ترجمۃ القرآن کے بعض پُر حکمت علمی معارف

از: مکرم نصیر احمد انجم صاحب

قرآن مجید خدا تعالیٰ کا ایک ایسا معجزہ ہے کہ جس کے علوم و معارف کبھی ختم نہیں ہوتے - ایک لا متناہی خزانہ ہے جو وقت کے ساتھ اور متلاشی کی پاکیزہ استعدادوں کے مطابق اپنے معارف اور حقائق سے آگاہی دیتا ہے - اس طرح قرآنِ مجید کا یہ بیان لَایَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ - ہر زمانے میں برحق ثابت ہوتا ہے -

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہٗ اللہ تعالیٰ بھی ایسے ہی مطہر وجود تھے - جنہیں خدا نے اپنے کلام کا فہم و عرفان عطا کیا ہوا تھا - حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا ترجمۃ القرآن ہمیشہ آپ کی عظیم الشان یادگار رہے گا - ذیل میں حضور کے علم قرآن سے اخذ کردہ بعض آیات کی پرحکمت تشریحات پیش کی جارہی ہیں - اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم اس روحانی مائدہ سے کما حقہ فائدہ اٹھا سکیں -

آیت: وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھٖمَ رَبُّہٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا...... (سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵)

شیعہ اس سے غلط استدلال کرتے ہیں کہ امامت کا درجہ نبوت سے بڑا ہے کیونکہ نبوت کے بعد حضرت ابراہیم کو امام بنایا گیا - اس سے وہ آئمہ شیعہ کا مقام بلند کر کے دکھانا چاہتے ہیں - حضور نے اس کی تردید کرتے ہوئے فرمایا حقیقت یہ ہے کہ خالی امامت نبوت سے بڑی نہیں ہوتی بلکہ وہ امامت جو نبوت سے ملتی ہے وہ بڑی ہوتی ہے - یہاں حضرت ابراہیم کو اِمَامًا لِلنَّاسِ فرمایا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ ان آزمائشوں میں پورا اترنے کی وجہ سے قیامت تک آنے والے لوگوں کے لئے آپ کو بطور نمونہ پیش کیا جائے گا -

آیت: نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ اَنّٰی شِئْتُمْ - (سورۃ البقرۃ آیت ۲۲۴)

ترجمہ: تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں پس اپنی کھیتیوں کے پاس جیسے چاہو آؤ

تشریح: اس آیت کریمہ کو بعض ظالموں نے بگاڑ کر نعوذ باللہ من ذلک بیویوں سے غیر فطری تعلقات کا جواز نکالا ہے - یہ بڑا بھاری ظلم ہے کھیتی سے مراد یہ ہے کہ عورت بقاء نسل کا ذریعہ ہے اور غیر فطری تعلقات کے نتیجہ میں ہرگز نسل پیدا نہیں ہوسکتی -

آیت: رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ (سورۃ آل عمران آیت ۱۹۵)